

۱۰۰

المشقة



امام المناقرین شمس المصطفیٰ مشیر العظم

حضرت امام ابوحنیفہؒ

مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الصلوة والسلام عليك يا رحمة للعالمين

# تقدیر برحق ہے

تصنیف لغیر

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیض ملت، مفسر اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی دامت برکاتہم القدیہ

( ).....☆.....☆.....☆.....( )

( ).....☆.....☆.....( )

( ).....☆.....( )

## پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ کو اس کائنات کے پیدا کرنے سے پہلے اس کا علم تھا اللہ تعالیٰ کے اس علم سابق کو تقدیر کہتے ہیں۔ وہی لوح محفوظ و نوشتہ ہے جسے لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم اس نوشتہ پر مجبور ہیں تو پھر سزا و جزا کیسی۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے یوں نہیں لکھا کہ بندے لازماً اسے نوشتہ کے مطابق کریں بلکہ اپنے علم محیط سے خبر دی کہ وہ اپنے ارادہ و اختیار سے یوں نہیں کریں گے۔

اسے بلا حتمیل یوں سمجھیں کہ ہم ایک بچے کی چال و حال، طرز و طریق اور اس کی رفتار و رفتار سے سمجھتے ہیں کہ یہ ایسے ہوگا ویسے ہوگا اور ویسے ہی ہوا لیکن ہمارا یہ اندازہ غلط بھی ہو سکتا ہے۔ اس کے برخلاف اللہ تعالیٰ کا علم کامل اور صحیح ہے اس لئے اس کے اندازہ میں کسی غلطی کا کوئی امکان نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو پیدا کیا اور اسے اس کائنات کی تمام حقیقتوں کا پیدا کرنے سے پہلے علم تھا کہ بعد میں پیدا ہونے والی یہ تمام مخلوق کس نچ پر کام کرے گی کتنا عرصہ کام کرے گی اور اس کے کئے ہوئے کاموں میں سے کتنے کام قابل ستائش ہوں گے اور کتنے لائق مذمت۔ اللہ تعالیٰ کے اسی ازلی علم کا نام تقدیر ہے یا یوں سمجھئے کہ ایک انجینئر ڈیم بنانے سے پہلے اس کی تمام تفصیلات پر غور کرتا ہے اس میں استعمال ہونے والے میٹریئل اور اس کی صلاحیت کا جائزہ لیتا ہے اور ڈیم بنانے سے پہلے ایک تفصیلی نقشہ تیار کرتا ہے پھر اس کی صلاحیت کا جائزہ لیتا ہے پھر اس کو بنانے سے پہلے اس کے میٹریئل کی استعداد اور اس کی کارکردگی کی عمر کا اندازہ کر کے پیش گوئی کر دیتا ہے کہ مثلاً یہ ڈیم سو سال تک کارآمد رہ سکتا ہے لیکن انجینئر کا علم چونکہ ناقص ہوتا ہے اسی لئے وہ غلط ہو سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے لئے ایسا تصور تو بہ تو بہ پھر ہم مسلمان ہیں ہمارا عقیدہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں جو جس طرح چاہے اپنی ملکیت میں تصرف فرمائے۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کے افعال معطل بال اغراض نہیں ہوتے۔ اس مسئلہ میں عقل اور قیاس کی گنجائش نہیں ہے اور صرف کتاب اور سنت کی تصریحات پر توقف کرنا لازم ہے اور جو شخص اس سے عدول کرے گا وہ گمراہ ہوگا اور دریائے حیرت میں غرق ہوگا۔ اس کے نفس کو شفاء حاصل نہیں ہوگی اور نہ اس کا قلب مطمئن ہوگا کیونکہ تقدیر اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک راز ہے اللہ تعالیٰ نے یہ علم کسی کو نہیں دیا ہاں انبیاء و اولیاء علیٰ مینا و علیہم السلام کی بات اور ہے۔ فقیر تقدیر کے متعلق یہ اوراق اہل اسلام کی نذر گزارتا ہے ان کے لئے مشعل راہ ہدایت و فقیر اور ناشر کے

لئے توشیہ آخرت بنائے۔ (آمین)

وما توفیقی الا باللہ العلیٰ العظیم

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الکریم الامین وآلہ واصحابہ اجمعین

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

## تمہید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ امام الانبیاء والمرسلین

وعلیٰ آلہ الطیبین واصحابہ الطاہرین واولیاء اُمة الکاملین وعلماء ملتہ الراسخین

اباجدا ہر دور میں بالخصوص ہمارے زمانے میں عوام تو اپنی جہالت و لاعلمی کی وجہ سے تقدیر کے بارے میں دل میں خاصی الجھن رکھتے ہیں لیکن ان کے ساتھ جب پڑھے لکھے لوگ بھی تقدیر کے متعلق طرح طرح کے خدشات پیدا کرتے ہیں تو عوام اور پڑھے لکھے تعلیم یافتہ ہردوئوں تقدیر کا انکار کر بیٹھتے ہیں یا کم از کم شکوک و شبہات میں گرفتار ضرور ہوتے ہیں پھر اس مسئلہ میں منکرین تقدیر دہریئے کیونست قسم کے لوگ جلتی پر آگ ڈالنے کا کام کر جاتے ہیں جس سے عوام مسلمان اور انگریزی تعلیم یاس کے ماحول میں زندگی بسر کرنے والے تقریباً تقدیر کے انکار کا مظاہرہ کرتے ہیں یا کم از کم منکرین تقدیر کے ہموا ضرور ہو جاتے ہیں۔ فقیر اویسی غفرلہ کا ارادہ ہوا کہ اس مسئلہ کو عقلی اور نقلی دلائل سے ایسے صاف و شفاف طریقہ سے لکھوں جس سے اہل اسلام کا ایمان تازہ بلکہ مستحکم اور مضبوط اور منکرین تقدیر کو انکار کی گنجائش نہ ہو۔ (توبہ اللہ العزیز)

وما توفیقی الا باللہ العلیٰ العظیم

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الکریم الامین وآلہ واصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۳ شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ بروز جمعہ السیارک بعد از ان انجھ



## مقدمہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبي بعده

تقدیر کا مسئلہ سمجھنے سے پہلے اسلاف صالحین رحمہم اللہ کے نصاب و ہند کے علاوہ عقیدۂ تقدیر اور منکرین تقدیر کی غلط فہمی اور تقدیر کا لغوی معنی اور اس کا شرعی مفہیم قضاء و قدر کا لغوی و شرعی معنی اور اس کے بارے میں مذاہب عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ مسئلہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

☆ حضرت امام اسماعیل حقی حنفی قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ تقدیر ایک پوشیدہ راز ہے جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ سعادت مندی کے آثار سعادت مندوں کے اقرار اور بد بختی کے آثار بد بختوں کے انکار سے ظاہر ہوتے ہیں۔ تقدیر سے انکار کرنے کی مثال بیج جیسی ہے جو زمین میں پوشیدہ ہوتا ہے کہ اس کا اظہار شجر کی وجہ سے ہوگا کیونکہ وہ شجرہ میں مستور ہے۔ اب درخت سے خارج ہو کر ٹہنیوں میں جا گزریں ہیں۔ لیکن ہے پوشیدہ۔ یہاں تک کہ ٹہنیوں سے خارج ہو کر شجرہ کی شکل میں آ جاتا ہے لیکن اب بھی غلطی ہے۔ یہاں تک کہ شجرہ سے ظاہر ہو گیا اور بیج کے ظہور کا خاتمہ ہو گیا شجرہ کی وجہ سے۔ اسی طرح تقدیر کا راز ہے اور یہ بھی سعادت و شقاوت کا بیج ہے جو اللہ تعالیٰ کے علم میں پوشیدہ ہے یہاں تک کہ انسان کے وجود کے شجرہ سے ظاہر ہوا۔ پھر اس انسانی شجرہ میں وہی سعادت و شقاوت پوشیدہ رہی پھر اس کا ظہور اخلاق کی ٹہنیوں سے ہوا لیکن وہی بیج اب بھی ان ٹہنیوں میں پوشیدہ ہے۔ اب وہ اعمال کے شجرہ میں ظاہر ہونے لگی یعنی اقرار و انکار اور ایمان و کفر۔ اب جبکہ ان کا ظہور ہو گیا تو تقدیر کے راز پر مہر لگ گئی اور وہی یعنی سعادت و شقاوت شجرہ ایمان و کفر سے ظاہر ہوئی۔ پس تقدیر کا راز سعادت و شقاوت کی مہر لگانے سے ظاہر ہوگا پس جن لوگوں کے دلوں پر کفر کی مہر لگائی اگرچہ اس مہر کے نقش احکام ازلیہ اور تقدیر کے راز سے ہیں یہاں تک کہ وصال کی دولت سے محروم ہو گئے۔ اس سے ان کے کانوں پر مہر لگائی کہ اب وہ مالک ذوالجلال کے خطاب کو نہیں سن سکتے اور ان کی آنکھوں پر اندھا پن اور گمراہی کے پردے ہیں کہ اب وہ اس جلال و کمال کو نہیں دیکھ سکتے۔ (روح البیان پارہ ۱ تحت آیت ختم اللہ فی قلوبہم)

☆ حضرت حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی قدس سرہ العزیز نے فرمایا کسی چیز کا علم ارادہ اور قول کے مطابق موجود ہونا تقدیر ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا قدر سے مراد اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ علماء نے بیان کیا ہے کہ ازل میں حکم کلی اجمالی قضاء ہے اور اس حکم کی تفصیلات اور جزئیات قدر ہیں۔ علامہ سمعانی نے کہا اس کو جاننے میں عقل اور قیاس کا دخل نہیں ہے اس کا

جاننا صرف کتاب اور سنت پر موقوف ہے جو شخص کتاب و سنت کے بغیر تقدیر کو جاننا چاہے گا وہ یا گمراہ ہو جائیگا یا دریائے حیرت میں غرق ہوگا کیونکہ تقدیر اللہ تعالیٰ کے اسرار میں سے ایک سر ہے جس کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ اس کا علم کسی بھی عاقل کو ہے نہ ملک مقرب کو۔ ایک قول یہ ہے کہ جنت میں دخول کے بعد تقدیر کا علم منکشف ہو جائے گا اس سے پہلے نہیں ہوگا۔ (فتح الباری شرح البخاری جلد ۱، صفحہ ۷۷۷)

## عقیدہ تقدیر

اسلام میں تقدیر کا عقیدہ فرض ہے اس کا منکر کافر اور خارج از اسلام ہے۔

والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ

یعنی تقدیر حق ہے ہر خیر و شر اللہ تعالیٰ سے ہی ہے

اس کے لئے دلائل کی ضرورت نہیں کیونکہ اسلام کا یہ مسلم عقیدہ ہے۔ چند نقلی دلائل آخر میں عرض کئے جائیں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

## سوال

دور حاضرہ میں منکرین تقدیر کی طرف سے عام مشہور اعتراض ہے کہ قرآن میں جس آیت کے معنی اے محمد ان اشکاس کو زیادہ ہدایت مت کرو ان کے لئے اسلام کے واسطے مشیت ازلہ نہیں ہے یہ مسلمان نہ ہونگے اور ہر امر کے ثبوت میں اکثر آیات آقرنی موجود ہیں تو پس کیونکر خلاف مشیت پروردگار کوئی امر ظہور پذیر ہو سکتا ہے کیونکہ مشیت کے معنی ارادہ پروردگار عالم کے ہیں تو جب کسی کام کا ارادہ اللہ تعالیٰ نے کیا تو بندہ اس کے خلاف کیونکر کر سکتا تھا اور اللہ تعالیٰ نے جب قیل پیدائش کسی بشر کے ارادہ اس کے کافر رکھنے کا کر لیا تھا تو اب وہ مسلمان کیونکر ہو سکتا ہے بعدی من یشاء کے صاف یہ معنی ہیں کہ جس امر کی طرف اس کی خواہش ہوگی وہ ہوگا۔ پس انسان مجبور ہے اس سے باز پرس کیونکر ہو سکتی ہے کہ اس نے فلاں کام کیوں کیا کیونکہ جس وقت اس کو ہدایت از جانب باری عزاسمہ ہوگی فوراً وہ اختیار کرے گا۔ علم اور ارادہ میں جین فرق ہے یہاں من یشاء سے اس کی خواہش ظاہر ہوتی ہے پھر انسان باز پرس میں کیوں لایا جائے۔ معلوم ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بشر کو اہل جہنم سے کرنا چاہتا ہے تو اس کو ایسی ہی ہدایت ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس سوال کا تفصیلی جواب آئندہ اوراق میں پڑھئے۔



## تقدیر کا لغوی معنی

اصطلاحی معنی سمجھنے کے لئے ضروری ہوتا ہے پہلے لغوی معنی ذہن نشین ہو اس سے اصطلاحی معانی سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ علامہ ابن منظور "لسان العرب" میں لکھتے ہیں کہ تقدیر کے کئی معانی ہیں۔

التقدير على وجوه من المعاني أحدهما التروية والتفكير في تسوية أمر وتهينة والثاني تقديره بعلامات يقطعها عليها والثالث أن تنوي أمرا يعقدك تقول: قدرت أمر كذا وكذا أي نويته وعقدت عليه ويقال قدرت لأمر كذا القدر له والقدر قدرا إذا نظرت فيه ودبرته وقايسته ومنه قول عائشة رضوان الله عليها فاقدروا القدر الجارية الحديثة السن أي قدر واو قايسوا وانظروا والكر واليه شمر يقال قدرت أي هيات و قدرت أي اطقت و قدرت أي ملكت و قدرت أي وقت قال أبو عبيدة القدر بدر عك بيننا أي ابصر واعرف قدرك (الـي قولہ) وقدرہ ای ضيقہ قال القراء فی قولہ عز وجل وذالنون اذهب مغاضبا فظن ان لن نقدر عليه من العقوبة ما قدرنا لاما من اعتقدان يونس عليه السلام ظن ان لن يقدر الله عليه فهو كافر لان من ظن ذلك غير مؤمن ويونس عليه السلام رسول لا يجوز ذلك الظن عليه (الـي قولہ) لاما يكون قوله ان لن نقدر عليه من القدرة فلا يجوز لان من ظن هذا كفر۔ (لسان العرب)

تقدیر کے کئی معانی ہیں (۱) کسی چیز کو بنانے میں غور و فکر کرنا (۲) ایک چیز کو نشانوں سے دوسری چیز کے مطابق کرنا (۳) کسی چیز کی نیت کرنا، کسی چیز کا عزم بالجزم کرنا (۴) کسی چیز کے متعلق غور و فکر کرنا، قیاس اور اندازہ لگانا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ایک کم سن لڑکی کے متعلق قدر (اندازہ) کرو۔ شمر نے کہا تقدیر کے معنی ہیں بنانا، طاقت رکھنا، مالک ہونا اور کسی چیز کا وقت مقرر کرنا۔ ابو عبیدہ نے کہا اس کا معنی ہے کسی چیز کا مرتبہ، نیز تقدیر کا معنی ہے تنگی کرنا۔ قرآن مجید میں ہے حضرت یونس علیہ السلام جب (پنجم قسط سے) ناراض ہو کر (اللہ تعالیٰ سے اجازت لئے بغیر) چلے گئے تو انہوں نے یہ گمان کیا کہ ہم ان پر تنگی نہیں کریں گے۔ اس آیت میں تقدیر تنگی کے معنی میں ہے اور جس نے اس کو قدرت کے معنی میں لیا یعنی حضرت یونس علیہ السلام نے یہ گمان کیا کہ ہم ان پر قدرت نہیں پائیں گے وہ کافر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے متعلق قادر نہ ہونے کا گمان کرنا کفر ہے اور حضرت یونس علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں اور ان کا اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ گمان کرنا ممکن نہیں ہے لہذا اس آیت میں لفظ کو قدرت کے معنی میں لینا جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے متعلق قادر نہ ہونے کا گمان کرنا کفر ہے۔ (لسان العرب)

## لطیفہ

دیوبندیوں وغیرہ نے یونس علیہ السلام کے اس مضمون کا وہ ترجمہ لکھا جسے لسان العرب میں کفر لکھا۔ چنانچہ مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا کہ انہوں نے یہ سمجھا کہ ہم ان پر (اس پلے جانے میں) کوئی وارو گیر نہ کریں گے اور مولوی محمود الحسن دیوبندی نے لکھا کہ پھر سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکیں گے اگرچہ اشرف علی تھانوی نے گول مول لکھا لیکن محمود الحسن دیوبندی نے صاف لکھا کہ ہم نہ پکڑ سکیں گے اسی ترجمہ کو لسان العرب میں کفر لکھا۔ واہ! امام احمد رضا صاحب دہلوی قدس سرہ العزیز آپ نے ایسا نفیس ترجمہ لکھا کہ نہ صرف بے غبار ہے بلکہ نفیس ترین ہے چنانچہ آپ نے لکھا گمان کیا کہ ہم اس پر غلطی نہ کریں گے۔ (کنز الایمان)

## انتباہ

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ترجمہ کی نفاست اور دیوبندیوں کے ترجمہ کی غلاطت کا کوئی اعتراف نہیں کرتا تو اس کے ایمان و اسلام کے دعویٰ پر صد حیف اور ہزار افسوس۔

## فائدہ

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے علاوہ اکثر تراجم بد عقیدہ والوں نے مذکورہ بالا دو مترجمین (تھانوی اور محمود الحسن دیوبندی) نے لکھا چنانچہ مودودی نے بھی تفہیم القرآن میں اسی آیت کا یہی معنی لکھا سمجھا تھا کہ ہم اس پر گرفت نہ کریں گے۔ مزید تفصیل فقیر کی تصنیف جان ایمان ترجمہ کنز الایمان میں دیکھئے۔

## قضاء و قدر کا لغوی معنی

قرآن و احادیث میں تقدیر کے بجائے قضاء و قدر کے الفاظ زیادہ مستعمل ہوئے ہیں اسی لئے ان دونوں کی لغوی تحقیق ملاحظہ ہو۔

قضاء کے معنی ہیں حکم، اللہ تعالیٰ کی قضاء یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم اور قدر کے معنی ہیں اندازہ، اللہ تعالیٰ کی قدر، کسی چیز کے حلق اللہ تعالیٰ کا جتنی اندازہ جو اللہ تعالیٰ کے علم ازلی سے عبارت ہے اور اس اندازے میں غلطی اور اس کے علم میں تغیر اور تبدل محال ہے۔

علامہ ابن منظور نے لسان العرب میں لکھا

القدر القضاء الموفق يقال قدر الإله كذا تقديرًا، وإذا وافق الشئ الشئ قلت جاء قدره، ابن سیدہ



القدر والقدر القضاء والحکم وهو ما یقدر الله عز وجل من القضاء ویحکم به من الامور۔

قدر کا معنی ہے جس قضا کی توفیق دی گئی کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے فلاں چیز کو مقدر کر دیا اور جب ایک چیز کی چیز کے موافق ہو تو ہم کہتے ہیں اس کی تقدیر ہو گئی۔ ابن سیدہ نے کہا قدر اور قدر کا معنی ہے قضاء اور حکم۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور ان کا اندازہ کیا ہے

اور حضرت علامہ سید علامہ مرتضیٰ حسین زبیدی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تاج العروس میں لکھتے ہیں علامہ ازہری نے لیث سے نقل کیا ہے کہ القدر کا معنی ہے القضاء اور القلم اس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ جو قضاء مقدر کرتا ہے اور جن چیزوں کا حکم دیتا ہے نیز قدر کا معنی ہے کسی چیز کا مبلغ کو پہنچنا مثلاً مقدار اور قدر کا معنی ہے طاقت اور منکر تقدیر کو قدر یہ کہتے ہیں۔ اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ازل میں علم تھا کہ انسانوں میں سے کون ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس علم سابق کو ثبت کر دیا اور لکھ دیا اسی کو تقدیر کہتے ہیں۔ قدر کا معنی تنگی بھی ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق جو قرآن مجید میں

فَلَمَّا أَتَىٰ الْكَلْبُ الْمَوْجِدَ عُثِرَ عَلَىٰ يَدَيْهِ فَفُلَانٌ لَّيْلٌ (پارہ ۷۱ سورۃ الانبیاء، آیت ۸۷)

**ترجمہ:** تو (نہوں نے) گمان کیا کہ ہم اس پر تنگی نہ کریں گے۔

اس آیت میں قدر کو قدرت سے تعبیر کرنا کفر ہے۔

### فائدہ

حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق تہرہ مذکورہ ہو چکا ہے۔

### تقدیر کی تعریف شرعی

نفوی معنی بچنے کے بعد اب تقدیر کا شرعی معنی ملاحظہ ہو۔

علامہ تھانوی تقدیر کا شرعی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

تقدیرہ وهو یحدید کل مخلوق بحدہ الذی یوجد من حسن و قبح و نفع و ضرر وما یحویہ من زمان

او مکان وما یترتب علیہ من ثواب و عقاب۔ (شرح عقائد تھانوی)

ہر مخلوق کی اس کے حسن، قبح، نفع، ضرر، اس کے زمانہ (مدت حیات) اس کے رہنے کی جگہ اور اس کے ثواب اور عذاب کی

مقرر کردہ حد کا نام اس کی تقدیر ہے۔

## فائدہ

علامہ میر سید شریف نے بھی تقدیر کی یہی تعریف کی ہے۔ ملاحظہ ہو **کتاب التعریفات**۔ حضرت علامہ

تفتازانی لکھتے ہیں

## سوال

تقدیر کو ماننے سے یہ لازم آئیگا کہ کافر اپنے کفر میں اور قاسق اپنے فسق میں مجبور ہو پھر ان کو ایمان اور اطاعت کے ساتھ مکلف کرنا صحیح نہیں ہوگا۔

## جواب

اللہ تعالیٰ نے ان کے اختیار سے ان کے کفر اور فسق کا ارادہ کیا لہذا یہ جبر نہیں ہے اور کیونکہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ یہ اپنے اختیار سے کفر اور فسق کریں گے اس لئے محال کا مکلف کرنا لازم نہیں آیا۔ (شرح عقائد للنسفی)  
اس سوال کے جوابات تفصیلیہ آئندہ اوراق میں آئیں گے۔ (اللہ تعالیٰ)

## قضاء و قدر کا شرعی معنی

حضرت علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قضاء کا معنی لکھتے ہیں

هو عبارة عن الفعل مع زيادة الاحكام۔ (شرح عقائد)

قضاء مضبوط کام کو کہتے ہیں۔

علامہ خیالی لکھتے ہیں

یلویدہ قوله تعالى 'ففضا هن سبع سموت فهو من الصفات الفعلية وفي شرح المواقف ان قضاء الله

تعالى هو ارادته الازلية بالاشياء على ما هي عليه فيما لايزال فهو من الصفات الذاتية

(حاشیہ خیالی علی شرح العقائد)

قضاء کی فعل کے ساتھ تعبیر کرنے کی تائید اس آیت میں ہے

فَقَطَّهِنَّ سَبْعَ مَلَوَاتٍ (پارہ ۲۴ سورۃ حم السجدة، آیت ۱۲)

**ترجمہ:** تو انہیں پورے سات آسمان کر دیا۔

لہذا قضاء صفات فعلیہ میں سے ہے اور شرح المواقف میں ہے کہ ازل میں اللہ تعالیٰ نے اشیاء کا جیسی وہ ہیں

ارادہ کیا تھا اس ارادہ کا نام ہے۔ (حاشیہ خیالی علی شرح العقائد)

## ازالہ وہم

بعض لوگوں کا یہ گمان ہے کہ قضا اور قدر کا یہ معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اپنے علم اور اپنے حکم کے مطابق عمل کرنے پر مجبور کر دیا ہے حالانکہ اس طرح معاملہ نہیں ہے۔ قدر کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازل سے پہلے ہی یہ خبر دے دی ہے کہ بندہ اپنے اختیار اور ارادہ سے کیا کام کرے گا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے خیر و شر میں سے پیدا کیا جیسی خلق اللہ تعالیٰ کا کام کسب بندے کا کام۔ (تفصیل - ج ۱، ص ۱۰۰)

حضرت علامہ عبدالکلیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا کہ قضا کے تین معنی ہیں ایک لغوی معنی ہے یعنی حکم اور فعل، دوسرا معنی اشاعرہ کی اصطلاح ہے یعنی اشیاء، جس طرح نفس الامر واقع میں ہیں ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا جو ارادہ ازل میں متعلق تھا اس کا خلاصہ ہے ارادہ ازل، تیسرا معنی فلاسفہ کی اصطلاح ہے یعنی موجودات جس طرح احسن نظام اور اکمل انتظام پر ہیں ان کا ازل میں اللہ تعالیٰ کو جو علم تھا وہ قضا ہے اور یہی علم تمام موجودات کے لئے مبداء فیضان ہے اس علم کو حکماء تمام اشیاء کے وجود اجمالی، وجود ظلی، لوح محفوظ اور جوہر عقلی سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ محقق طوسی نے اشارات میں لکھا ہے عالم عقلی میں تمام موجودات کا بطور حقیقی جمیع ہونا قضا ہے اور تمام موجودات کا خارج میں اپنے اپنے مواقع پر تنفیلاً ایک کے بعد دوسرے کا واقع ہونا قدر ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے

وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَعْلُومٍ (پا ۱۳ سورۃ النجم، آیت ۲۱)

**ترجمہ** اور کوئی چیز نہیں جس کے ہمارے پاس خزانے نہ ہوں (یعنی ہم اس کام سے) اور ہم سے نہیں نازل کرتے

ایک معلوم انداز سے (یعنی ہم جہلی کے مطابق مرتبہ ہے وقت پر تنفیلاً وجود میں لاتے ہیں)۔

## فائدہ

حضرت علامہ تھنا زانی نے بھی تنویر میں لکھا ہے کہ حکماء وجود و مخلوقات کو قضا سے تعبیر کرتے ہیں۔

## ازالہ وہم

اللہ تعالیٰ کو ازل میں تمام ممکنات کا جو علم تھا اس کو علم اجمالی اس اعتبار سے کہتے ہیں کہ ذات واحد ممکنات کے لئے مبداء انکشاف ہے۔ علم اجمالی سے یہ وہم نہ کیا جائے کہ اس کا کشف ناقص ہے بلکہ اس کا کشف تام اور محیط ہے۔ اس کی تفصیل آئے گی۔ (نظام اللہ تعالیٰ)



حضرت فاضل عبدالکلیم یا لکھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کے حاشیہ میں لکھا ہے

قال الشارح فی التلویح التحقیق ان القضاء اتمام الشئ اما قولا كما فی قوله تعالى وقضى ربك الا

تعبدوا الا اباه اى حکم او فعلا كما فی قوله تعالى فقضاهن سبع سموت۔

علامہ تھکازانی نے کتوح میں لکھا ہے کہ تحقیق ہے کہ قضا کا معنی حکم اور فعل ہے۔ حکم کے معنی میں یہ آیت ہے

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا بِيَّاهُ (پارہ ۱۵، سورۃ اسراء، آیت ۲۳)

**ترجمہ:** اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ ہو جو۔

لَقَضَيْنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ (پارہ ۲۳، سورۃ حم اسجد، آیت ۴)

**ترجمہ:** تو ہمیں چار سے سات آسمان کر دیا۔

## فائدہ

علامہ تھکازانی قضاء و قدر کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں غلامغ نے کہا ہے کہ تمام موجودات کلمیہ اور جزئیہ کی تمام صورت تخلیق اول سے عالم عقلی میں معقول تھیں اور جو دائمی کا یہ تقاضا ہوا کہ ان تمام صورتوں کو حکمت کے ساتھ اپنے اپنے زمانے میں قوت سے فعل کی طرف لایا جائے اور خارج میں موجود کیا جائے۔ اس تمام موجودات کا عالم عقلی میں اجماعاً اور اجماعاً وجود قضاء ہے اور ان تمام موجودات کا خارج اور واقع تھیلاً یکے بعد دیگرے واقع ہونا قدر ہے۔ نیز حکماء نے کہا کہ شر قضاء الہی میں بالشیع داخل ہے کیونکہ چیزیں مکمل خیر ہے جیسے افلاک اور فرشتے اور بعض چیزوں میں شر ہے لیکن ان پر خیر غالب ہے جیسے اس جہان کی چیزیں مثلاً مرض شر ہے لیکن صحت خیر ہے اور مرض سے زیادہ ہے یا مثلاً بارش کی وجہ سے بعض چیزوں کو نقصان پہنچتا ہے لیکن اس کی خیر غالب ہے اور حکیم شریکلیل کی وجہ سے خیر کثیر کو ترک نہیں کرتا۔ (شرح معانی تھکازانی)

## تقدیر کے متعلق مذاہب

### (۱) اہل سنت

ازل میں اللہ تعالیٰ نے اشیاء کو مقدر کیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ جان لیا کہ یہ اشیاء ان اوقات میں اس طرح واقع ہوگی جن کا اللہ تعالیٰ کو علم ہے تو یہ اشیاء ان اوقات میں ان صفات کے مطابق واقع ہوتی ہیں جن کا اللہ تعالیٰ کو ازل میں علم تھا اس کی تفصیل و تحقیق کے لئے رسالہ ہذا تصنیف ہوا۔

## (۲) قدریہ

یعنی منکرین تقدیر اس کا انہوں نے انکار کیا اور ان کا یہ زعم تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان اشیاء کو پہلے مقدر نہیں کیا اور نہ پہلے اللہ تعالیٰ کو ان کا علم تھا ان اشیاء کے واقع ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کو ان کا علم ہوتا ہے اس فرقہ کو قدریہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ فرقہ تقدیر کا انکار کرتا ہے۔

## فائدہ

یہ فرقہ اب ختم ہو چکا ہے لیکن آج کل ان کے عقائد کیونسٹ اور نئی تہذیب کے تعلیم یافتگان کالج و غیرہ اور جہاں نے اپنائے ہوئے ہیں دانستہ یا نادانستہ ان کے عقائد کا پرچار کر رہے ہیں۔

(۳) بعض لوگ کہتے ہیں کہ خیر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور شر اس کے غیر جانب کرتے ہیں۔ اہل حق قرم امور کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور تقدیر اور تمام افعال کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور قدریہ افعال کو اپنی طرف منسوب کرتے ہیں ایسے لوگوں کو اُمت ہذا کا مجوس کہا گیا ہے اس کی تفصیل آگے مذکور ہوگی۔

## (۴) مجوسی

مجوس دو خدا مانتے ہیں یزدان خالق خیر اور اہرمین خالق شر۔ اسی طرح قدریہ بھی خیر کا خالق اللہ تعالیٰ کو اور شر کا خالق اپنے آپ کو قرار دیتے ہیں۔

## (۵) معتزلہ

یہ کہتے ہیں کہ انسان اپنے افعال کا خود خالق ہے لیکن اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ انسان کے افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور ان افعال کا قائل بالاحتیاء انسان ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے لیکن ان افعال کا سبب بالاختیار انسان ہے یعنی خالق افعال اللہ تعالیٰ ہے اور ان کا سبب انسان۔

## دیوبندی معتزلہ کے نقش قدم پر

ناظرین سن کر حیران ہو گئے کہ دیوبندی فرقہ معتزلہ کے نقش قدم پر کیسے ہے۔ فقیر اُسی مغرور نے اس موضوع پر ایک رسالہ لکھا ہے یہاں ایک صرف ایک حوالہ پر اکتفا کرتا ہے۔

موسوی رشید احمد گنگوہی کا شاگرد اور مولوی غلام خان راولپنڈی کا استاد مولوی حسین علی ساکن واں بھجر اس ضلع میانوالی سے تھے ان صفحہ ۵ میں لکھتا ہے

حاصل مقام کا یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت قائل ہیں کہ سب کچھ پہلے لکھا ہوا ہے اور اسی کے مطابق دنیا میں امور ہو رہے ہیں لہذا اس مذہب پر اعتراضات قویہ معززہ کہے آتے ہیں یعنی نہیں لازم آگیا کہ بندہ کو عذاب دینے کی وجہ کیا ہوئی گناہوں سے اور خود مختار بھی نہ رہا کیونکہ اوپر اس تقدیر کے خود مختار ہونے کا معنی نہیں معلوم ہوتا کہ کیا ہے اسی واسطے مسامرے والے نے اس کا جواب نہ دیا اور کہا کہ یہ نہایت سخت اشکال ہے اور تفسیر کبیر والے نے کہا کہ اس کے واسطے بہت جیسے کئے ہیں لیکن کوئی معتد بہ جواب نہ دیا جس سے تسلی اور یقین آجائے۔ دوسرے باری تعالیٰ اس تقدیر پر مختار رہا کیونکہ اس تقدیر پر مزید ہونے کا معنی کیا ہے بلکہ لازم آتا ہے کہ مختار نہ رہے جیسا کہ حکماء کہتے ہیں اور معززہ کہتے ہیں کہ پہلے ذرہ بذرہ لکھا ہوا نہیں ہے بلکہ جو چاہتا تھا لکھا تھا سب چیز موجود کا عالم ہے اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اس کا بھی عالم ہے اور جس چیز کا بھی ارادہ نہیں کیا اس کا عالم نہیں ہے کیونکہ اصل میں وہ شے بھی نہیں ہے اور انسان خود مختار ہے اچھے کام کریں یا نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کو اس پر کوئی شے واجب نہیں ہے تاکہ مذہب حکماء کا ثابت ہو۔

### کل فی کتاب مہین

یہ علیحدہ جملہ ہے بالکل کے ساتھ متعلق نہیں تاکہ یہ لازم آئے کہ تمام باتیں اول کتاب میں لکھی ہوئی ہیں جیسا کہ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ تمہارے تمام اعمال لکھ رہے ہیں فرشتے۔

### تبصرہ اویسی غفرلہ

اہل سنت کا مذہب لکھ کر اس پر معززہ کے اعتراضات قویہ لکھ کر اہل سنت کے مذہب کا منہ چڑانا ہے۔ یہ ایسے ہے جیسے کوئی کہے کہ ختم نبوت کے بارے میں اہل سنت کا یہ مذہب ہے لیکن اس پر مرزا یحییٰ کے اعتراضات قویہ واقع ہوتے ہیں پھر مولوی حسین علی اہل سنت کے محققین مثلاً صاحب مسافرہ اور امام فخر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بے بس ثابت کر کے اہل سنت کے دلائل پر خود بھی تنقید کی وغیرہ وغیرہ۔

### (۶) جبریہ

کہتے ہیں کہ بندہ کا بالکل اختیار نہیں ہوتا اور اس کی حرکات جمادات کی حرکت کی طرح ہیں اسے ان پر بالکل قدرت نہیں ہوتی اور نہ اس کا کوئی قصد اور اختیار ہوتا ہے۔

### تردید

اس مذہب کی تردید کی ضرورت نہیں کیونکہ ان کا یہ عقیدہ صریح البطلان ہے کیونکہ ہم کسی چیز کو قوت کے ساتھ



## قرآن مجید سے جبریہ مذہب کا بطلان

(۱) فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخِيئَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ خِرَاءَ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ

**ترجمہ:** تو کسی جی نہیں معلوم جو انکوئی ٹھنڈے سے ہے چھپ رہی ہے صدائے کاموں کا۔

**ترجمہ:** جو ایمان لائے اور مجھے کام سے لے کے تھے ان کے ماننے والے کاموں کے صلہ میں مہم مداری۔

**ترجمہ:** انہیں یہ کہہ کر کہ انہیں جلا دے۔

**توجہ:** وہ (مناطق) تو رے پیدا میں اور نہ ٹھکانا، جسم سے بدلہ اس کا جو کہتے تھے۔

**سوال**

**جواب**

یہ بات دلیل سے ثابت ہو چکی ہے کہ خالق صرف اللہ تعالیٰ ہے اور یہ بھی ہدایت سے معلوم ہے کہ بعض افعال میں بندہ کا دخل ہوتا ہے اور بعض میں نہیں ہوتا مثلاً کسی چیز کو قوت سے پکڑنے میں اس کا دخل ہے اور رعشہ کی حرکت میں اس کا دخل نہیں ہے۔ اس لئے یہ کہنا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے اور بندہ کا سب ہے اور اس کی تحقیق یہ ہے کہ بندہ

کا اپنی قدرت اور ارادہ کو صرف کرنا کسب ہے اور بندہ کے ارادہ کے بعد اس پر فعل پیدا کرنا خلق ہے اور فعل کے ساتھ بندہ کی قدرت پر حیثیت کسب متعلق ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت پر حیثیت خلق متعلق ہے۔

## سوال

حضرات صوفیہ کرام کے افعال و اقوال سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حضرات بھی مذہب جبریہ کو ترجیح دیتے ہیں۔

## جواب

یہ عقیدہ اہل سنت ہیں جبریہ مذہب سے کیا تعلق۔ ہاں وہ خود اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیتے ہیں تاکہ نفس شیطان کی شرارتوں سے محفوظ ہو جائیں چنانچہ حضرت مولانا نظامی رحمہ اللہ نے سکنہ رامہ کے مقدمہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا

... ..

اس کی مزید تحقیق و تفصیل فقیر کی شرح منشی یحییٰ صدیقی میں پڑھئے۔

## فائدہ

اہل شرع فرماتے ہیں کہ انسان امور سماویہ امور مسموئہ میں مجبور ہے اور احکام شرعیہ میں مختار ہے مثلاً موت اور حیات، صحت اور مرض، حوادث اور مصائب، رزق کی تنگی اور دیگر مساوی امور مسموئہ میں انسان مجبور ہے اور ایمان اور کفر، نیک عمل اور بد عمل کرنے میں انسان مختار ہے اور انہی کے اعتبار سے انسان جزاء اور سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ ہم نے تقدیر کے ثبوت میں جو قرآن مجید سے آیات پیش کی تھیں ان کا تعلق آسمانی امور مسموئہ میں انسان مجبور ہے اور احکام شرعیہ میں انسان مختار ہے۔ اس کی تفصیل آئندہ اوراق میں آئے گی **انشاء اللہ تعالیٰ**

## باب نمبر ۱

اہل سنت حق مذہب ہے اس کے قرآن و احادیث مبارکہ میں بے شمار دلائل ہیں۔ فقیر چند دلائل از آیات قرآنیہ سے عرض کرتا ہے جیسا کہ پہلے بار بار عرض کیا جا چکا ہے کہ اہل سنت کا مذہب ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کا خالق ہے تو اس کے افعال کا بھی اور معتزلہ کہتے ہیں کہ انسان اپنے افعال کا خود خالق ہے۔ آیات ذیل میں اہل سنت کی تائید اور معتزلہ وغیرہ کی تردید عرض کی جاتی ہے۔

## تائید اہل سنت و تردید معتزلہ

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے

(۱) وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ (پارہ ۲۳، سورۃ الصافات، آیت ۹۶)

**ترجمہ:** اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا، اور تمہارے عمل کو۔

### سوال

ہم از خود چنے والے اور رے والے کی حرکت میں بدابہت فرق دیکھتے ہیں کہ پہلی حرکت اختیار اور دوسری اضطراری ہے نیز اگر انسان کے افعال کا اللہ تعالیٰ خالق ہو تو انسان کو مکلف کرنا اس کے اچھے کاموں پر مدح اور ثواب اور برے کاموں کی مذمت اور ان پر عذاب دینا باطل ہو جائے گا۔

### جواب

یہ الزام جبریہ کی طرف متوجہ ہوگا جو انسان کے کسب اور اختیار کی بالکلیہ نفی کرتے ہیں اور ہم کسب اور اختیار کے قائل ہیں جیسا کہ ہم غریب اس کی تحقیق کریں گے۔  
انسان کے افعال اختیاری ہوتے ہیں وہ اگر نیک کام کرے تو اس کو ثواب ملتا ہے اور اگر بُرے کام کرے تو اس کو عذاب ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف جبریہ کہتے ہیں کہ انسان جماد کی طرح بے اختیار اور مجبور ہے ان کی تردید ہم نے ابھی عرض کی ہے۔

### عقیدہ

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اشیاء کو مقدر کیا یعنی چیزوں کو پیدا کرنے سے پہلے وہ ان کی مقادیر، ان کے احوال اور ان کے زمانوں کو جانتا تھا پھر اس نے ان چیزوں کو اپنے علم سابق کے مطابق پیدا کیا۔ لہذا علم سلفی ہو یا عوی اس میں جو چیز بھی صادر ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے علم، اس کی قدرت اور اس کے ارادہ سے صادر ہوتی ہے اس میں مخلوق کا کوئی دخل نہیں ہوتا البتہ مخلوق کا ایک قسم کا کسب ہوتا ہے اور ان کی طرف افعال کی نسبت اور اضافت ہوتی ہے اور یہ کسب اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قدرت اس کی تیسیر، اس کی توفیق اور اس کے الہام سے ہوتا ہے اور خالق صرف اللہ تعالیٰ ہے اس کے برعکس قدر یہ نے یہ کہا کہ اعمال ہم پیدا کرتے ہیں اور ان کی مدد اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

(۲) إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ (پارہ ۳۷، سورۃ القمر، آیت ۴۹)

**ترجمہ:** بیشک ہم نے ہر چیز ایک انداز سے پیدا فرمائی۔



## شان نزول

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں نجران کا وفد آیا اور اس نے کہا: عمل ہمارے بعض میں ہے اور اصل ہمارے غیر کے بعض میں ہے تو یہ آیت نازل ہوئی

**إِنَّا كُلُّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ** (پارہ ۲، سورۃ القمر، آیت ۴۹)

**ترجمہ:** بیشک ہم نے ہر چیز ایک انداز سے پیدا فرمائی۔

پھر انہوں نے کہا یا محمد (ﷺ)! ہمارے لئے گناہ لکھ دیا جاتا ہے پھر ہمیں اس پر عذاب دیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم قیامت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ جھگڑو گے۔ (تفسیر قرطبی، پارہ ۲)

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو ایک منصوبہ سے بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کے بنانے سے پہلے اس کا کامل علم تھا۔ اس علم کے مطابق اس کو ایک مقررہ وقت پر ایک خاص شکل و صورت میں بنایا گیا اس کو ایک خاص حد تک نشوونما دی گئی ایک خاص وقت تک اس کو باقی رکھا گیا اور اس کی مدت پوری ہونے کے بعد اس کو ختم کر دیا گیا اسی طرح اپنا وقت پورا ہونے کے بعد یہ تمام دنیا بھی ختم کر دی جائے گی یہی ہر چیز کی اور پوری دنیا کی تقدیر ہے۔

علامہ راجب اصفہانی تقدیر کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

**بأن يجعلها على مقدار محصور ووجه محصور جسم اقتضت الحكمة۔ (المسرات)**

اللہ تعالیٰ ہر شے کی مدت کے مطابق مخصوص مقدار اور مخصوص شکل و صورت پر اشیاء پیدا کرتا ہے

اللہ تعالیٰ اشیاء کو دو طریقہ سے پیدا فرماتا ہے بعض چیزوں کو ابتدا علی وجہ الکمال پیدا فرماتا ہے اور ان میں فنا جاری ہونے تک کوئی کمی اور اضافہ نہیں ہوتا جیسے آسمان اور بعض چیزوں کے پہلے اصول پیدا فرماتا ہے پھر بتدریج ان کی نشوونما کرتا ہے جیسے کھجور کی گٹھلی سے کھجور پیدا ہوتی ہے سبب پیدا نہیں ہوتا اور انسان کے نطفہ سے انسان پیدا ہوتا ہے کوئی حیوان پیدا نہیں ہوتا۔

خاصہ یہ کہ اشیاء کو پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کو ان کی مقادیر، ان کے احوال اور ان کے زمانوں کا علم تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سابق کے مطابق ان اشیاء کو پیدا فرمایا۔ عالم علوی ہو یا سفلی ہر عالم میں جو چیز پیدا ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے علم، اس کی قدرت اور اس کے ارادے سے وجود میں آتی ہے کسی چیز کی ایجاد میں مخلوق کے کسب اور نسب اور اضافت کے علاوہ مخلوق کا کسی قسم کا کوئی دخل نہیں ہے اور یہ کسب بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت، توفیق، الہام اور تیسیر سے

حاصل ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید کی نصوص اور احادیث مبارکہ کی تصریحات اس پر شاہد عدل ہیں۔ آیات عرض کی جارہی ہیں اور احادیث مبارکہ آگے مذکور ہوں گی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

(۱) **ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ** (پارہ ۷، سورۃ الاحقاف، آیت ۶۲)

**ترجمہ:** یہ ہے اللہ تمہارا رب اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں مروجہ کا بنانے والا تو اسے چو۔

(۲) **اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ** (پارہ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۶۲)

**ترجمہ:** اللہ مروجہ کا پیدا کرنے والا ہے۔

(۳) **وَمَا تَشَاءُ وَاِنْ اَنْ يَشَاءَ اللَّهُ** (پارہ ۲۹، سورۃ ص، آیت ۳۰)

**ترجمہ:** اور تم کیا چاہو مگر یہ کہ اللہ چاہے۔

(۴) **وَمَا تَشَاءُ وَاِنْ اَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ** (پارہ ۳۰، سورۃ الشوری، آیت ۳۹)

**ترجمہ:** اور تم کیا چاہو مگر یہ کہ اللہ چاہے۔ جہاں کا رب۔

## خلاصہ کلام

ان آیات سے واضح ہوا کہ انسان کے افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور کاسب خود انسان ہے۔ انسان کسب کرتا ہے خلق کا معنی ہے کسی چیز کو عدم سے وجود میں لانا اور کسب قصد مصمم (پختہ ارادہ) کو کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عادت چار یہ ہے کہ وہ قصد مصمم کے بعد فعل پیدا کر دیتا ہے چونکہ قرآن مجید کی متعدد آیات میں یہ ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کے افعال کا خالق ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں رسولوں کو بھیجا جنہوں نے نئی کرنے اور بُرائی سے بچنے کی تلقین کی اور اللہ تعالیٰ نے نیکی پر جزاء اور بُرائی پر سزا دینے کا نظام قائم کیا اور جنت اور جہنم کو بنایا اس لئے یہ ضروری تھا کہ انسان کے لئے قصد اور اختیار کو تسلیم کیا جائے کیونکہ اگر انسان کو نیکی اور بدی اور اچھائی اور بُرائی پر اختیار نہ ہو تو رسولوں کو بھیجنے اور جزاء اور سزا کے نظام کا کوئی معنی نہیں ہے۔

## سوال

جب ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے تو پھر قصد مصمم (پختہ ارادہ) کا خالق کون ہے؟ اگر اس کا خالق اللہ تعالیٰ ہے تو جبر لازم آئے گا اور اگر اس کا خالق انسان ہے تو پھر یہ معتزلہ کے مذہب کی طرف رجوع ہے۔

## جواب ۱

اس کا حقیقی کشف تو انشاء اللہ آخرت میں ہوگا تاہم علماء اہل سنت نے اس سوال کے متعدد جوابات دیئے ہیں

جن سے معمولی سی تسکین ہو جاتی ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے یہ عام مخصوص عند البعض ہے۔ جنی قصد معمم کے سوا ہر چیز کا اللہ تعالیٰ خالق ہے اور قصد اور کسب کا انسان خالق ہے اور اس تخصیص کی عقل قصص ہے۔

## جواب ۲

اللہ تعالیٰ کا ہر چیز کے لئے خالق ہونا اپنے عموم پر ہے اور انسان نے قصد کا خلق نہیں احدث کیا ہے اور انسان خالق تو نہیں ہو سکتا لیکن محدث ہو سکتا ہے کیونکہ خلق کا تعلق موجود بالذات سے ہوتا ہے اور قصد موجود بالذات ہے نہ معدوم بالذات بلکہ بالتحقق موجود ہے اس کو اصطلاح میں ۔ کہتے ہیں۔

## جواب ۳

انسان اور اکات جزئیہ جسمانیہ میں عیار ہے اور علوم کلیہ عقلیہ میں مجبور ہے۔ علامہ عبدالحق خیر آبادی نے لکھا ہے کہ علامہ بہاری نے فطرت الہیہ میں لکھا ہے کہ انسان وہما عیار ہے اور عقلاً مجبور ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ احکام شریعہ کا تعلق امور جزئیہ مثلاً نماز اور روزے کے ساتھ ہوتا ہے اور امور جزئیہ کے صدور کے لئے انسان میں مبادی جزئیہ قریبہ ہوتے ہیں مثلاً تخلیک جزئی، شوق جزئی خاص اور ارادہ خاصہ اور انہی کے اعتبار سے افعال جزئیہ صادر ہوتے ہیں اور ارادہ حق کے سبب سے انسان کے افعال، افعال قسریہ اور افعال طبعیہ سے ممتاز ہوتے ہیں اور امور جزئیہ کے صدور کے لئے مبادی کلیہ بعیدہ ہوتے ہیں جو بلا ارادہ و بلحاظ التعلیق ہیں اور مبادی جزئیہ کا وہم سے اور اک ہوتا ہے کیونکہ وہ معافی کلیہ ہیں سو انسان علوم جزئیہ کے اعتبار سے عیار ہے اور اکات کلیہ کے اعتبار سے غیر عیار ہے اور جب کہ احکام شریعہ امور جزئیہ ہیں تو اس میں وہم کے حکم کے اعتبار ہے اور مکلف ہونے کی صحت مبادی قریبہ کے اعتبار سے ہے اور خلاصہ یہ ہے کہ انسان وہم کے حکم کے اعتبار سے عیار ہے اور عقل کے حکم کے اعتبار سے مجبور ہے۔ علامہ خیر آبادی نے علامہ تفتازانی سے بھی ایک جواب نقل کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کے افعال اختیار یہ کے کچھ اسباب قریب ہیں اور کچھ اسباب بعید ہیں۔ اسباب قریبہ کے اعتبار سے وہ عیار ہے اور وہ اسباب بعیدہ کے اعتبار سے وہ مجبور ہے۔ (شرح مسلم شریف ص ۷۷)

یہ عملی بحث ہے اسے صاف کوہر دیکھا جائے۔

(۳) إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا (پارہ ۲۸، سورۃ الطلاق، آیت ۳)

ترجمہ: بیشک اللہ پنا کام پور کرنے والا ہے بیشک ہر چیز کا ایک ندرہ رکھا ہے۔



(۴) نَحْنُ قَدْزَمْنَا بَيْنَكُمْ الْمَوْتَ (پارہ ۲، سورۃ الواقعة، آیت ۶۰)

**ترجمہ:** ہم نے تم میں مرنا ٹھہرایا۔

(۵) وَمَا نَحْمِلُ مِنْ أَمْنٍ وَلَا نَصْعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُعَمَّرٍ وَلَا يُنْقِصُ مِنْ عُمُرٍ إِلَّا بِإِذْنِ رَبِّ

(پارہ ۲۲، سورۃ فاطر، آیت ۱۱)

**ترجمہ:** اور کسی مادہ کو ہمیت نہیں رہتا ورنہ وہ جنتی سے مگر اس کے عمر سے، اور جس بڑی عمروں کو عمر دی جائے یا جس کی عمر کم رکھی جائے یہ سب ایک کتاب میں ہے۔

(۶) مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا إِنَّ ذَلِكَ عَلَى

اللَّهِ يَسِيرٌ ۝ لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ

فُخُورٍ ۝ (پارہ ۲۴، سورۃ حدید، آیت ۲۲، ۲۳)

**ترجمہ:** ہمیں پہنچی کوئی مصیبت زمین میں ورنہ تمہاری جان میں اور وہ ایک کتاب میں سے قبل اس کے کہ ہم سے پیدا کریں بیشک یہ ہندو آسمان سے۔ اس سے یہ فخر نہ لےنا کہ اس پر جو باتھ سے جانے اور خوش نہ ہو اس پر جو کم ہو یا اور ہندو کو نہیں بھاتا کوئی اتھو کا بڑائی مارنے والا۔

(۷) قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ

(پارہ ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت ۵۱)

**ترجمہ:** تم فرماؤ ہمیں نہ پہنچے گا (مصیبت) مگر جو اللہ نے ہمارے لئے لکھا یہ وہ مولا ہوں ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہئے۔

(۸) يَقُولُونَ لَوْ كَانَتْ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ حِصَّةٌ قُلْ لَوْ كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ

الْقَتْلُ إِلَى مَضَاجِعِهِمْ (پارہ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۵۴)

**ترجمہ:** کہتے ہیں ہمارے کچھ حصہ ہوتا تو ہم یہاں نہ رہے جاتے تم فرماؤ کہ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے جب بھی جس کا مارا جائے یا کھنچا جائے یا قتل کیا جائے تو تمہاری قبریں نکلتی کرتی تیں۔

(۹) وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِرُونَ

(پارہ ۸، سورۃ الزمر، آیت ۳۳)

**ترجمہ:** اور ہر گروہ کا ایک وعدہ ہے تو جب ان کا وعدہ گئے گا ایک گھڑی نہ پیچھے ہوندا گئے۔

(۱۰) آيَنَ مَا تَكُونُوا يَذَرُكُمْ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ وَإِن تُصِيبَهُمْ حَسَۃٌ يَقُولُوا هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَإِن تُصِيبَهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُوا هٰذَا مِنْ عِنْدِكَ قُلْ كُلُّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَعَالِيَ هٰذَا لَآ يَخَافُونَ يُقْفَهُونَ حَبِيۡثًا (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۸۷)

**ترجمہ:** تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں کسی طرح مہبطہ طعنوں میں جو ورائیں کوئی بھلائی پہنچے تو کہیں یہ مدد کی طرف سے ہے، اور کہیں کوئی بلی پہنچے تو کہیں یہ حصول کی طرف سے آئی تم فرما دو سب مدد کی طرف سے ہے تو ان لوگوں کو یہ ہونا ہی بات سمجھتے معلوم ہی نہیں ہوتے۔

### تردید جبریہ

چونکہ قدریہ بالقابل جبریہ فرقہ ہے اگرچہ یہ فرقہ بھی آج کل ناپید ہے لیکن نئی روشنی کا انسان کچھ جبریہ والے نظریات کا افکار ہے اس کے لئے مختصر عرض ہے وہ یہ کہ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ انسان کے عمل اور ارادہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک نوع کا اختیار دیا ہے عقل اللہ کی جانب سے ہے اور کسب بندہ کی جانب سے ہے اگر انسان کا سب اور درمختار نہ ہوتا تو انبیاء علیہم السلام کو نیکی کی تبلیغ کے لئے مبعوث فرمانا، انسان کو احکام کا مکلف کرنا اور اس کو اس کے اعمال پر جزاء اور سزا دینا بے معنی اور عبث ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا کوئی کام عبث نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خیر اور شر دونوں کو پیدا کیا ہے شر کی طرف ترغیب کے لئے شیطان کو پیدا کیا اور خیر کی طرف رہنمائی کے لئے انبیاء علیہم السلام کو مختل و شعور دے کر یہ اختیار دیا کہ وہ ان میں جس راستے کو چاہے اختیار کر لے پھر وہ جس کام کو اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی قوت اس میں پیدا کر دیتا ہے اور وہ کام اس کے لئے آسان کر دیتا ہے خواہنگی ہو یا بدی اور اسی اختیار کے اعتبار سے وہ جزاء اور سزا کا مستحق قرار پاتا ہے۔ اہل سنت کے عقائد کی تائید اور جبریہ فرقہ کی تردید کے لئے چند آیات حاضر ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

اَلَمْ نَجْعَلْ لَّكَ عَيْنَيْنِ ۚ وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ ۚ وَهَدَيْنَا السَّبِيلَ ۚ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۚ

(پارہ ۳۰، سورۃ العنکبوت، آیت ۸-۱۱)

**ترجمہ:** کیا ہم نے اس کی دو آنکھیں نہ بنائیں۔ اور زبان و دروہ ہوتی۔ اور اسے دو بھری چیزوں کی راہ بتائی (نیکی اور بدی)۔ پھر بے تامل گھاٹی میں نہ کودا۔

(۲) اِنْ سَعَيْكُمْ لَشَيْءٌ ۝ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی ۝ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرٰی ۝ وَاعْمَا  
مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰی ۝ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرٰی ۝ (پارہ ۳۰، سورۃ النحل، آیت ۳۰-۳۱)

**ترجمہ:** بے شک تمہاری کوشش مختلف ہے۔ تو وہ جس نے (راہ حق میں) دیا اور پرہیزگاری کی۔ اور سب سے اچھی کوچ  
مانا۔ تو بہت جلد ہم اسے آسانی میں لائیں گے۔ درود جس نے (راہ حق میں) نکل کیا اور بے پرواہ بنا۔ اور سب سے  
پچھلے کو چھلایا۔ تو بہت جلد ہم سے دشواری میں لائیں گے۔

(۳) وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِیْنَا لَنَهْدِيَهُمْ مِّنَّا (پارہ ۲، سورۃ العنکبوت، آیت ۶۹)

**ترجمہ:** اور جنہوں نے ہماری رو میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے لے دوں گے۔

(۴) وَ اَن لِّیْسَ بِالْاِنْسَانِ اِلَّا فَاَسٰغٰی ۝ وَاَن سَخِیْبَةُ سَوَاقٍ یُّرٰی ۝ ثُمَّ یُخْرِیْهُ بِخَرَّاءٍ الْاَوَّلٰی ۝

(پارہ ۲۷، سورۃ النجم، آیت ۳۹-۴۱)

**ترجمہ:** اور یہ کہ آدمی نہ پالے گا مگر اپنی کوشش۔ اور یہ کہ اس کی کوشش غریب سمجھی جائے گی۔ پھر اس کا بھرپور  
بدلا دیا جائے گا۔

(۵) فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِیَ لَهُمْ مِّن قُرَّةِ اَعْیُنٍ ۝ خَرَّاءٌ یَّمَا كَانُوا یَعْمَلُونَ

(پارہ ۲۱، سورۃ السجدۃ، آیت ۱۷)

**ترجمہ:** تو کسی بیوقوف نہیں معلوم جو ان کے دل میں ہے۔ سب سے چھپا رکھی ہے صدقوں کے کاموں کا۔

(۶) اُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ الْخِیۡطِ خَبِیۡدٍ ۚ فِیۡهَا خَرَّاءٌ ۝ یَّمَا كَانُوا یَعْمَلُونَ (پارہ ۳۶، سورۃ الاحقاف، آیت ۱۳)

**ترجمہ:** وہ افسوس کے میں ہمیشہ میں میں رہیں گے ان کے اعمال کا بھروسہ۔

(۷) خَرَّاءٌ ۝ یَّمَا كَانُوا یَعْمَلُونَ (پارہ ۴۷، سورۃ لوط، آیت ۲۳)

**ترجمہ:** صدامت کے اعمال کا۔

(۸) اِنَّهُمْ رِجْسٌ وَمَا وَیۡلُہُمۡ خَبۡثٌ ۝ یَّمَا كَانُوا یَتَّبِعُونَ (پارہ ۱، سورۃ التوۃ، آیت ۹۵)

**ترجمہ:** وہ (مناظرین) تو رے پید میں ورنہ کا ٹھکانا جنہم ہے بدلہ میں کا جو کرتے تھے۔

(۹) فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَمَنْ شَآءَ فَلْیُكْفُرْ (پارہ ۵، سورۃ النصف، آیت ۲۹)

**ترجمہ:** تو جو چاہے ایمان لے۔ اور جو چاہے شرک کرے۔

(۰) فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۖ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۖ

(پارہ ۳۰، سورۃ الزلزلہ، آیت ۷، ۸)

**ترجمہ:** جو ایک ذرہ بھری کرے سے (اکی ڈاڑ) دیکھے گا۔ اور جو ایک ذرہ بھری کرے اسے (اکی ڈاڑ) دیکھے گا۔

(۱) مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ

(پارہ ۲۳، سورۃ نجم، آیت ۳۶)

**ترجمہ:** جو نیکی کرے وہ اپنے نیچے کو اور جو برائی کرے تو اپنے لئے تو وہ تمہارے رب بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

(۲) لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ (پارہ ۳، سورۃ النفاۃ، آیت ۲۸۶)

**ترجمہ:** اس کا فائدہ ہے جو اچھا کیا اور اس کا نقصان ہے جو برائی کی۔

## فائدہ

آیات مبارکہ کو سمجھنے کے لئے تفسیر کا مطالعہ ضروری ہے۔ فقیر لکس مسئلہ کی حقیقت آئندہ اوراق میں عرض

کرے گا۔ (انشاء اللہ)

## احادیث مبارکہ

ارشادِ نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام سے عقیدہ تشریح پر ایمان لانا ضروری ہے۔

(۱) عن عبد اللہ قال حدثنا رسول اللہ ﷺ وهو الصادق المصدق ان احدکم یحرم خلقه فی بطن

امۃ اربعین یوما ثم یکون فی ذلک علقۃ مثل ذلک ثم یکون فی ذلک مضغۃ مثل ذلک ثم یرسل

الملک فیسبح فیہ الروح ویؤمر بہ ربع کلمات بکتب ورقہ واجلہ وعملہ وشفی اوسعید فوالذی لا

الہ غیرہ ان احدکم لیعمل بعمل اهل الجنة حتی ما یکون بسہ ویبہا الا ذراء فیسبق علیہ الکتاب

لیعمل بعمل اهل النار فیدخلها وان احدکم لیعمل بعمل اهل النار حتی ما یکون بسہ ویبہا

الادراع فیسبق علیہ الکتاب فیعمل بعمل اهل الجنة فیدخلها۔ (روہ مسلم)

حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صدوق اور صدوق اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر شخص

پنچ دن کے پیٹ میں چالیس دن تھکی صورت میں رہتا ہے پھر چالیس دن کے بعد تھے ہوئے خون کی صورت میں



دیتا ہے پھر اس کی گوشت کے ہاتھزے کی صورت میں دیتا ہے پھر فرشتے کو بھیجا جاتا ہے وہ اس میں روح پھونک دیتا ہے پھر اس کا چار کھلت نکھینے کا حکم دیا جاتا ہے۔ اس کا رزق اس کی مدت حیات، اس کا عمل اور اس کا شقی یا سعید ہونا نکھ دیا جاتا ہے پس اس ذات کی قسم جس کے ہاؤ کی معبود نہیں ہے تم میں سے ایک شخص جنہوں کے عمل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کے درجہ جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا نصف صدرہ جاتا ہے جس پر تقدیر ثابت ہے پھر وہ جہیموں کے عمل کرتا ہے و جہنم میں داخل ہو جاتا ہے اور تم میں سے ایک شخص جہیموں کے عمل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس شخص اور جہم کے درمیان ایک ہاتھ کا نصف صدرہ جاتا ہے پھر اس پر تقدیر ثابت ہے وہ جنہوں کا عمل کرتا ہے اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

## حکایت

حدیث مذکورہ کے مطابق ایک حکایت مشہور ہے۔ سابق دور میں دو بھائی تھے ایک نیک متقی تھا اس نے تمام زندگی پہاڑ کی چوٹی پر عبادت میں گزار دی۔ ایک دن شیطانی دوسرے کا شکار ہوا خیال کیا کہ زندگی بھر عبادت سے کیا فائدہ ہوا چھوڑ عبادت کو اور پہاڑ سے اتر کر عیش و عشرت سے زندگی گزار۔ اس طرح کے کئی غلط تصورات کر کے پہاڑ سے تر رہا۔ تھا کہ پیام اجل پہنچا مرنے ہی جہنم رسید ہوا۔ دوسرا زندگی بھر گناہوں میں مبتلا رہا موت سے پہلے سوچا زندگی ضائع ہو گئی تو یہ کر کے عبادت میں مصروف ہوا تو موت آگئی اسی حالت میں جنت میں جہنم پہنچا۔

## شرح الحدیث

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے فرمایا کہ حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ شاذ و نادر ایسا ہی ہوتا ہے مگر اس کے غلبہ لطف و رحمت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ بندوں کو بری تہذیب سے بچاتا ہے اور زیادہ شر کے بجائے خیر و بھلائی کی جانب ہی پھیلاتا ہے اس کے برعکس بہت کم اور شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔

## فائدہ

اس حدیث شریف سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اعتبار خاتم کا ہے۔

(۲) ان عامر بن وائلہ حدثہ امہ سمع عبد اللہ بن مسعود یقول الشقی من شقی فی بطل امہ والسعید من وعظ بغیرہ فاتنی رجلاً من اصحاب رسول اللہ ﷺ یقال لہ حذیفہ بن اسید الغفاری فحدثہ بذلك من قول ابن مسعود فقال و کیف یسقی رجل بغیر عمل فقال لہ الرجل اتعجب من ذلك

(روایت مسلم)

فائدہ

(٣) عن علي قال كما في جنازة في يقيم القرفد فانما رسول الله ﷺ للقد وقعد يا حوله ومعد

مختصرة فكس فجعل يكث بمختصرة ثم قال ما منكم من احد ما من نفس مغرورة الا وقد كتب الله مكانها من الحجة والسار والا قد كتبني اوسعيدة قال فقال رجل يا رسول الله افلا يكث على كتابا ويدع العمل فقال من كان من اهل السعادة فيصير الى عمل اهل السعادة ومن كان من اهل الشقاوة فيصير الى عمل اهل الشقاوة فقال اعملوا فكل ميسر اما اهل السعادة فييسرون

لعمل اهل العادة واما اهل الشقاۃ فيرون لعمل اهل الشقاۃ ثم قرأ اما من اعطى واتقى  
وصدق بالحسنى فسيره ليسرى واما من بخل واستغى وكذب بالحسنى فسيره  
للعسر (روہ مسلم)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم جتنے فرد میں ایک جنازے کے ساتھ تھے ہمارے پاس رسوں  
لے کر بیٹھ گئے۔ آپ کے پاس ایک چھڑی تھی آپ نے سر جھکایا اور اپنی چھڑی سے زمین پریدنے لگے  
پھر فرمایا تم میں سے ہر چاند شخص کا ٹھکانہ جنت یا جہنم اللہ تعالیٰ کا ہے اور اس کا سعید ہو یا شقی ہونا بھی اللہ تعالیٰ  
نے لکھ دیا ہے۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ کی قیادت ہم اپنے متعلق کیجئے ہوئے اعتماد کیوں نہ کر لیں اور مل تو ترک کیوں نہ  
کر دیں؟ آپ نے فرمایا جو شخص اہل سعادت میں سے ہوگا وہ قریب اہل سعادت کے عمل کی طرف راجع ہوگا اور جو  
شخص اہل شقاوت میں سے ہوگا وہ غلطی اہل شقاوت کے عمل کی طرح راجع ہوگا پھر آپ نے فرمایا عمل کرو اہل  
سعادت کے سے ایک عمل آسان کر دیے ہیں جس سے وہ اہل شقاوت کے لئے بڑے عمل آسان کر دیئے جائیں  
گئے۔ پھر آپ نے یہ نیت پڑھی

جس نے صدق کیا اور اللہ سے ڈر اور نیکی کی تعمید کی ہم اس کے لئے نیکیوں و آسان کر دیں گے اور جس نے کفر کیا  
اور پرواہی کی ورستی کی ہم اس کے لئے بڑے نیکیوں و آسان کر دیں گے۔

(۴) عن جابر قال جاء سراقہ بن مالک بن جعشم قال يا رسول الله بين لنا دينسا كانا نخلقنا الا ان فيما  
العمل اليوم اليما جفت به الاقلام وجرت به المقادير ام فيما نستقبل قال لا بل فيما جفت به  
الاقلام وجرت به المقادير قال فقيم العمل قال رهبر ثم تكلم ابو الزبير بشئ لم افهمه فسالت  
قال فقال اعملوا فكل ميسر۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا  
ہمارے لئے دین کو بیان کیجئے گویا کہ ہم ابھی پیدا کئے گئے ہیں ہم آج جو عمل کر رہے ہیں یہ بیان چیزوں کے متعلق ہے  
جن کو کچھ رقم حلق ہو چکے ہیں یا ہم یہ عمل کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں تمہارا عمل اس کے مطابق ہے جس کو کچھ رقم  
حلق ہو چکے ہیں اور جو قہر الہی میں مقرر ہو چکا ہے۔ انہوں نے کہا پھر ہم کس سے عمل کریں؟ زہیر کہتے ہیں پھر  
ابو الزہیر نے کوئی کلمہ کہا جس کو میں سمجھ نہیں سکا میں نے پوچھا آپ نے کیا فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا آپ نے فرمایا تھا عمل

مروہ ایک کے لئے اس کا عمل آسان کر دیا جاتا ہے۔

(۵) عن ابی ود الدیلی قال قال لی عمران بن الحصین بت ما یعمل الناس الیوم ویکدحون فیہ عمل قضی علیہم ومضی علیہم من قدر سبق او فیما یمستقبلون بہ مما اتاہم بہ ربہم وثبتت الحجۃ علیہم فقلت بل شئی علیہم ومضی علیہم قال فقال افلا ظلما قال لفرعت من ذلك فزعا شديدا وقلت کل شئی خلق الله وملك یدہ فلا یسال عما یفعل وہم یسالون فقال لی یرحمک الله ابی لم ارد بما سالتک الا لاحور عقلک ان رجلین من مریة اتیا رسول الله ﷺ فقالا یا رسول الله ارایت ما یعمل الناس الیوم ویکدحون فیہ اشئی قضی علیہم ومضی فیہم من قدر قد سبق او فیما یمستقبلون بہ مما اتاہم بہ ربہم وثبتت الحجۃ علیہم فقال لابل شئی قضی علیہم ومضی فیہم وتصدیق ذلك فی کتاب الله عروحل ونفس وما سواها فالہمها فجورہا وتقواہا۔ (رداء مسلم)

۱۔ سو دینی بیان کرتے ہیں مجھ سے عمران بن حصین نے کہا مجھے یہ بتاؤ کہ آج کس نے عمل کر رہے ہیں؟ اور مشقت برداشت کر رہے ہیں کیا یہ کوئی ایسی چیز ہے جس کے متعلق حکم ہو چکا ہے اور تقدیر الہی مقرر ہو چکی ہے؟ یا یہی سائل کی لی ہوئی شریعت اور دلائل ثابت کے مطابق زمر تو عمل کر رہے ہیں؟ میں نے کہا نہیں اس کا عمل اس چیزوں کے متعلق ہے جن کا حکم ہو چکا ہے اور تقدیر ثابت ہو چکی ہے۔ انہوں نے کہا یہ نظر نہیں ہے؟ وہ کہتے ہیں میں اس بات سے بہت رعب و خوف زدہ ہوں۔ میں نے کہا ہم چیز مذمتی کی حقوق سے اور اس کی طبیعت و اس کے قبضہ میں ہے وہ اپنے کسی فعل پر جواب دہ نہیں ہے اور حقوق سے مرچیز کے متعلق سوں ہوگا۔ بس میں نے مجھ سے کہا تقدیر حق آپ پر ختم کرے! میں اپنے اس سوال سے صرف آپ کی عقل کا امتحان لینا چاہتا تھا۔ مرید کے دو شخص رسوں اللہ تعالیٰ کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ آج کس نے عمل کر رہے ہیں اور عمل کی مشقت کتنا ہے ہیں؟ کیا یہ کوئی ایسی چیز ہے جس کے متعلق حکم ہو چکا ہے اور تقدیر ہی ثابت ہو چکی ہے؟ یا یہی سائل کی لی ہوئی شریعت اور دلائل ثابتہ کے مطابق وہ زمر تو عمل کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ (اس کا عمل) اس کے مطابق ہے جس کا فیصلہ ہو چکا ہے اور اس کی تقدیر ثابت ہو چکی ہے اور اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے۔

قسم ہے انسان کی اور جس نے اس کو بنایا اور اس کو تنگی اور ہمدی کا لہجہ فرمایا۔

(۶) عن ابی الدیلی قال اتیت ابی بن کعب فقلت له وقع فی نفسی شئی من القدر فحدثنی لعل الله



تعالیٰ ان یدہبہ من قلبی فقال لو ان الله تعالى عذب اهل سموتہ و اهل ارضہ عبدہم و هو غیر ظالم لہم ولو رحمہم کانت رحمة غیر الہم من اعمالہم من اعمالہم ولو انقضت مثل احد دہائی سبیل الله تعالى ما قبلہ الله تعالى منک حتی تؤمن بالقدر و تعلم ان ما اصابک لم یکن لیخطئک و ان ما اخطاک لم یکن لیصیبک ولو مت علی غیر هذا لدخلت النار۔ قال ثم اتیت عبد الله بن مسعود فقال مثل ذلك ثم اتیت حدیثہ بن یمان فقال مثل ذلك ثم اتیت رید بن ثابت فجحدنی عن الہی <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> مثل ذلك۔ (رواہ ابو داؤد ۱۶۱۰)

ابن ابی روت کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابی بن عب رضى اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر کہا کہ میرے دوس میں تقدیر کے متعلق ایک شبہ پیدا ہوئے آپ مجھے کوئی حدیث بیان کیجے شاید اللہ تعالیٰ میرے دل سے اس شبہ کو مٹا کر دے۔ حضرت ابی بن عب نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ تمہارا سامان اور زمین اور لوہ و مٹا کر دے تو وہ مٹا کر دے گا ورنہ یہ اس کا ظلم نہیں ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ ایک سے اور ایک اپنی طرف میں جو چاہے کرے یہ اس کا ظلم نہیں ہے اور اگر اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے تو اس کی رحمت ان کے اعمال سے بہتر ہے ورنہ تم خدا کے رستے میں احد پر پہنچتے سونا خرچ کر دے تو اس اللہ تعالیٰ اس وقت تک قبول نہیں کرے گا جب تک تم تقدیر پر ایمان نہ لے آؤ۔ جب تک تم کو یہ یقین نہ ہو کہ جو مصیبت تم پر آئی ہے وہ تم سے نہیں آئی تھی اور جو چیز تم سے نکل گئی ہے وہ تم پر نہیں آئی تھی۔ اور تم اس سے حاد و کسی در عقیدہ پر مر گئے تو جہنم میں جا گئے۔ پھر میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضى اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے بھی یہی فرمایا پھر میں حضرت حذیفہ بن یمان رضى اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے بھی یہی فرمایا پھر میں حضرت رید بن ثابت رضى اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے یہی امر فرمایا۔ اس حدیث کو روایت کیا۔

(۷) عن طائوس قال سمعت ابا هريرة يقول قال رسول الله <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> احتج آدم و موسى فقال موسى يا آدم انت ابونا خبيثا و اخر حتما من الجنة فقال له آدم انت موسى اصطفاك الله بكلامه و خط لك بيده التوراة موسى على امر قد رآه الله على قبل ان يخلقني باربعين سنة فقال النبي <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> فحج آدم موسى فحج آدم موسى وفي حديث ابن ابي عمر و ابن عبدة قال احدهما خط وقال الاخر كتب لك التوراة بيده۔ (احمد المسحات)

طائوس حضرت ابو ہریرہ رضى اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> نے فرمایا آدم اور حضرت موسیٰ علیہم

سلاطین کا مباحثہ ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے آدمؑ آپ ہمہ رے باپ ہیں ورسپ نے ہمیں نافرادیا اور جنت سے نکال دیا۔ حضرت آدمؑ علیہ السلام نے فرمایا تم موسیٰؑ کو تمہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی ہمہ کرامی کے لئے منتخب فرمایا اور اپنے دست قدرت سے تمہارے لئے تورات بھی یا تم مجھے اس چیز پر امت کر رہے ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کرنے سے چاہیں سب پہلے مقرر کر دیا تھا۔ نبیؑ کی تائید فرمایا تو حضرت آدمؑ حضرت موسیٰؑ پر باپ آگئے۔ ایک روایت میں حضرت آدمؑ علیہ السلام کے کام میں یہ مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے تمہارے لئے تورات لکھی۔ (وہ تبارک و تعالیٰ اعلم)

### فائدہ

آدمؑ و موسیٰ علیٰ نبیہما علیہما السلام کی گفتگو اس عالم دنیا کے سوا دوسرے عالم میں جو عالم علوی و روحانی اور عالم حقیقت ہے۔ آسمان میں ارواح کی ملاقات کی صورت میں یا دونوں کو عالم برزخ میں زندہ کرنے کی شکل میں یا حضرت آدمؑ کو حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں زندہ کر کے۔

### شرح الحدیث

حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اسباب کا وجود امر دینی، مدح و ذم اور عقاب و عقاب و ملامت وغیرہ تقدیر کے تحت ہیں۔ حضرت موسیٰؑ علیہ السلام کا مخاطبہ خدا ہر عالم اسباب اور امر دینی کے مطابق گفتگو فرمائی اور آدمؑ علیہ السلام نے حقیقت و تقدیر کو سامنے رکھ کر جواب دیا۔ لہذا دونوں حضرات کی گفتگو اور سوال و جواب اپنی جگہ درست اور حق ہے ان کی یہ گفتگو کسب و عمل کے تقاضوں اور ان کے مکلف ہونے کی حیثیت سے ختم ہو جانے کے بعد تھا عالم اسباب سے نہ تھا کہ عالم اسباب میں واسطہ و اسباب کا قطع نظر کرنا درست اور جائز نہیں اسی لئے حضرت آدمؑ علیہ السلام نے اپنی زندگی میں حضرت موسیٰؑ سے۔

### فائدہ

اس سے ثابت ہوا کہ گفتگو کے وقت موسیٰؑ علیہ السلام کی ظاہری زندگی میں اللہ تعالیٰ کا آدمؑ علیہ السلام کو زندہ کرنے کا اہتمام زیادہ مناسب ہے تاکہ موسیٰؑ علیہ السلام تو عالم دنیا میں ہوں اور آدمؑ علیہ السلام عالم حقیقت میں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (الحدیث للامات)

چونکہ یہ مسئلہ عصمت انبیاء علیہم السلام سے متعلق ہے اسی لئے ایسی تصانیف کا مطالعہ ضروری ہے۔

(۸) امام بخاری روایت کرتے ہیں

قال ابو هريرة قال لبي السبي عليه السلام جف القلم بما انت لاق۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے ساتھ جو کچھ ہونے والا ہے اس کے متعلق قلم خشک ہو چکا ہے۔

### فائدہ

ان تمام احادیث میں اہل سنت و جماعت کی تائید ہے جو تقدیر کے قائل ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ تمام واقعات خواہ خیر ہوں یا شر، مفید ہوں یا مضر اللہ تعالیٰ کی قضاء سے وابستہ ہیں۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ تقدیر پر نگیہ کر کے عمل ترک کرنا ممنوع ہے بلکہ احکام شریعہ کے مطابق عمل کرنا واجب ہے جس شخص کو جس کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے وہ اس کے لئے آسان ہو جائے گا نیکو کاروں کے لئے نیکی اور بدکاروں کے لئے بدی۔

### منکرین تقدیر کی وعیدیں

(۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تقدیر یہ وہ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ خیر اور شر ہمارے قبضہ میں ہے۔ میری شفاعت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے میں ان سے ہوں نہ یہ مجھ سے ہیں۔

(تفسیر قرطبی جلد ۱، صفحہ ۱۳۸)

(۲) ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہہ کر فرماتے تھے کہ ان میں سے کوئی شخص پہاڑ جتنا سوتا بھی خیرات کر دے تو وہ تقدیر پر ایمان لائے بغیر قبول نہیں ہوگا۔ (تفسیر قرطبی جلد ۱، صفحہ ۱۳۸)

(۳) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ ﷺ صفان من امتی لیس لہما فی الا سلام نصیب المرحۃ و المقدرۃ (رواہ الترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سے دو گروہ ہیں جن کا سلام میں کوئی حصہ نہیں ہے مگر جو دوسرے قدر یہ۔

### فائدہ

تقدیر کا تعارف ہو چکا ہے۔ المرحۃ گروہ کے ساتھ ارجاء سے ہے یہ وہ گروہ ہے جو عمل کو ضروری نہیں سمجھتا۔

### انتباہ

ہمارے دور میں فرقہ مرہۃ تائید ہے لیکن بعض جاہل میراپنے مریدین کو کچھ اس طرح کی پٹی پڑھاتے ہیں کہ

اعمال کی ضرورت نہیں ہم بخشے بخشائے ہیں بلکہ بعض بد بخت تو ایسے بھی ہیں کہ وہ الٹا شریعت کے احکام کی دعویں اُڑاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے جاہل پیروں سے مسلمانوں کو بچائے اور ایسے بزرگوں کا دامن نصیب فرمائے جو شریعت پاک کے نہ صرف عامل بلکہ اس پر جان و جان نثار کریں۔ (آمین)

(۴) عن ابی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول فی امتی خسف و مسح

وذلك فی المکدیین بالقلور۔ (ترمذی، ۱۰۱۰۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ میری امت میں زمین دھنسا جائے گی، ریشکلوں کا بڑا ٹھکانا ہوگا اور یہ تقدیر جو جھٹلانے والوں میں ہوگا۔

### فائدہ

یہ خسف و مسح قیامت میں ہوگا (احسن تعلقات) اور اس کی تائید دورِ حاضرہ کی جہالت اور انگریزی تعلیم اور کالجوں، یونیورسٹیوں کے حوال میں لپٹے والوں کے خیالات سے بھی ہوتی ہے کہ ان کے بعض دریدہ ذہنی سے تقدیر کے بارے میں کچھ کچھ کہہ دیتے ہیں ان کے غلط عقائد کے رد کے بیانات آئندہ اوراق میں ملاحظہ ہوں۔

(۵) عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لا یجد العبد حلوة و مرہ الخ

حتی یوم من بالقلور خمرہ و شرہ حلوة و مرہ الخ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں وقت تک بدو ایمان کی مناسبت نہ پائے گا جب تک اچھی بری منہی و نافرمانی تقدیر پر ایمان نہ دے۔

(۶) عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت سمعت رسول اللہ ﷺ یقول من تکلم فی شئی من القلور

مثل عنہ یوم القیمۃ و من لم یتکلم فیہ لم یسئل عنہ۔ (ابن)

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص تقدیر کے بارے میں معمولی گفتگو کرے گا تو قیامت کے دن اس سے باز پرس ہوگی، اور جس نے اس سے متعلق کوئی بات نہ کی اس سے سوں نہ ہوگا۔

### فائدہ

ویسے تو قیامت میں ہر بات کا حساب ہوگا لیکن تقدیر کے بارے میں سخت باز پرس ہوگی۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کے اس کلام مبارک سے مقصد مسئلہ تقدیر سے غور و غوص کرنے اور



اس میں بحث و تحقیق سے منع کرنا بلکہ زبردستی سے یعنی اس مسئلہ میں گفتگو کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ سراسر نقصان ہے کہ قیمت کے دن بازار پر اس ہوگی اور سخت عتاب ہوگا لہذا بہتر ہے کہ اس پر بلا چون و چرا مان لیا جائے اور اس کی بحث سے بچنا ہو سکے خاموشی اختیار کریں۔ (نکتہ صحت)

(۷) عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ ﷺ القدیرہ مجوس ہدہ الامۃ ان مرضوا فلا تعود وہم وان ماتوا فلا تشہد وہم۔ (احمد و یرو)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قدیرہ (فرقہ) اس امت کے بھوس ہیں جب بیمار پڑ جائیں تو اس کی نیار پستی نہ کرو ورنہ جب مرجائیں تو ان کے جنازہ میں شرکت نہ کرو۔

### فائدہ

اتن ماجہ کے الفاظ ہیں کہ اور اگر ان سے ملاقات ہو تو ان کو سلام نہ کرو۔

### عمل صحابہ رضی اللہ عنہم

صحابہ کرام علیہم الرضوان بالخصوص حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا اس حکم پر سختی سے عمل تھا چنانچہ حدیث میں ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب تم ان لوگوں (عشرین قدر) سے ملو تو ان سے کہنا کہ میں ان سے متعلق ہوں اور وہ مجھ سے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتا ہے کہ اگر ان لوگوں میں سے کوئی شخص اُحد پہاڑ جتنا سونا بھی خیرات کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کے اس عمل کو اس وقت تک قبول نہیں کرے گا جب تک کہ وہ تقدیر پر ایمان نہ لے آئے۔

### انتباہ

دورِ حاضرہ میں صلح کلیت کا دور دورہ ہے اہل اسلام اپنے اکابر اور اسلاف کا دامن مضبوط پکڑیں جتنا بد مذہب سے دور ہوگی اتنا اس میں بھلائی ہوگی ورنہ تباعی ہلاکت ہے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف ”بد مذہب سے نفرت“

(۸) عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ ﷺ متہ لعنتم وولعہم اللہ وکل بی مستحب المکذب بقدر اللہ۔ (روہ ہیثمی)

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ چھ ایسے میں جن پر میری لعنت اور اللہ تعالیٰ کی لعنت و ربرائی ہے ان میں سے ایک وہ ہے جو تقدیر کو جھٹلاتا ہے۔

### شفاعت سے محروم

(۹) امام انصاری نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ قدیرہ کہتے ہیں کہ خیر اور شر ہمارے قبضہ میں ہے ان کے لئے میری

شفاعت سے کوئی حصہ نہیں ہے میں ان سے ہوں نہ وہ مجھ سے ہیں۔

(۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تقدیر پر ایمان لانا فکر اور غم کو دور کر دیتا ہے۔

(۱۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے قسم کھا کر فرمایا اگر کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر سونا خدا کی راہ میں خیرات کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس وقت تک قبول نہیں فرمائے گا جب تک کہ وہ تقدیر پر ایمان نہ لے آئے۔

(۱۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا منکرین تقدیر سے کہہ دو کہ میں ان سے بری ہوں اور وہ مجھ سے بری ہیں۔ (تفسیر قرطبی)

### منکرین شفاعت

منکرین تقدیر کو خدا کرے تقدیر کی تحقیق دل پر بیٹھ جائے ورنہ جہنم لٹکانہ اور منکرین تقدیر کو معلوم ہو کہ قیامت میں شفاعت رسول ﷺ کے بغیر کام نہ بنے گا۔ قیامت میں قیامت کی گرمی اور سوزش کا حال کسی سے مخفی نہیں لیکن یہ بھی یقین ہو کہ سوائے حضور ﷺ کی شفاعت کے کوئی کسی کے کام نہ آئے گا۔

☆ فرماتے ہیں (ﷺ)

ما من امة الا بعصمها في الجنة وبعضها في النار الا امنى فانها كلها في الجنة  
یعنی تمام ائمہ کے بعض لوگ دوزخ میں ہوں گے اور بعض جنت میں مگر میری تمام امت جنت میں ہوگی۔

☆ دوسری حدیث شریف میں فرماتے ہیں (ﷺ)

ان مفتاح الجنة يهدى وانا عارمها

یعنی بے شک جنت کی کنجیوں میرے ہاتھ میں ہیں اور میں اس کا خازن اور مالک ہوں تو پھر جس کو چاہیں جنت میں داخل فرمائیں مالک و عارم ہیں۔ (ﷺ)

☆ پھر حضور ﷺ فرماتے ہیں

استادن على ربي فيودن لي ويهمني محامد الحمد به الا لا تحصر في الا فاحمده بتلك المحامد  
واخوله ساجد ايقال يا محمد ارفع راسك وقل تسمع وسل تعط واشفع تشفع فانقول يا رب امتي  
امتي فيقال اطلق فاحرج من كان في قلبه متقال شعيرة من ايمان۔ (احادیث متفق علیہ)

میں اپنے پروردگار سے جازت مانگوں گا پس مجھے جازت دی جائے گی اور مجھے اللہ تعالیٰ کے عہد (جس تحریر میں) ایسے ہام

ہوں گے جو تک مجھے مختصر نہیں تو محمد سے اللہ تعالیٰ کی تعریف کروں گا اور میں حمد میں کروں گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اور مانگو جو مانگو دے دیا جائے گا اور سفارش کرو تمہاری سفارش قبول کی جائے گی تو میں کہوں گا یا بند میری نعمت میری نعمت۔ حکم ہوگا جا جس کے دس میں ہر برج کے بھی ایمان ہے سے نکال لو۔

### فائدہ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت کے روز سب لوگ رسول کریم ﷺ کی شفاعت کے خواہاں ہوں گے اور حضور ﷺ کی شفاعت سے جنت میں جائیں گے۔ مزید شفاعت کی تفصیل و تحقیق فقیر کی تصنیف ”شفاعت کا منظر“ میں پڑھے۔

## باب نمبر ۲

### عقلی دلائل

چونکہ مکرین تقدیر یا ان سے متاثرین اکثر طور پر عقلی کھوڑے دوڑاتے ہیں اسی لئے عقلی دلائل سے پہلے عقلی دلائل عرض کرتا ہوں۔ چند قواعد ملاحظہ ہوں

☆ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کر کے اس کے اعضاء ظاہرہ اور خواص باطنہ عطا فرمائے اور ان ہر ایک کے کام ذمہ لگا یا وہ بھی اپنے، لہام سے مثلاً کان کے ذمہ سننا، ہاتھ کے ذمہ شے کو پکڑنا، آنکھ کے ذمہ دیکھنا، پاؤں کے ذمہ چلنا اور زبان کے ذمہ بولنا وغیرہ وغیرہ۔

☆ یونہی انسان میں ایک اس کا ارادہ پیدا فرما دیا تاکہ یہ اعضاء وغیرہ اس کے تابع ہو کر کام سرانجام دیں اور اس کے فرمان پر منافع حاصل کریں اور ضرر رساں چیزوں سے بچیں۔

☆ جملہ حیوانات سے انسان کو اشرف و اعلیٰ اور برگزیدہ بنایا کہ اس میں اعلیٰ درجہ کا جوہر یعنی عقل سے نوازا۔ اس کے ذمہ اشیاء کا ادراک ہے یہ ایسی خصوصی طاقت ہے جس سے صرف اور صرف انسان کو نوازا گیا جس کی وجہ سے جملہ حیوانات سے انسان ممتاز اور اشرف ہوا۔

### فائدہ

جو امور جن کے ذمہ لگائے گئے وہ اس کے برعکس ہرگز نہ کر سکیں گے مثلاً آنکھ سے دیکھنے کے برعکس سننے کا کام نہیں ہو سکتا یونہی ناک سے دیکھنے کا کام نہ ہوگا وغیرہ وغیرہ۔

☆ عقل سے ہزاروں بلکہ بے شمار غلطیوں کا صدور نہ صرف ممکن بلکہ واقع ہوتا ہے اور یہ ایک مسلمہ قاعدہ ہے جس کا اعتراف منکرین تقدیر کو بھی ہے کیونکہ نہ ہو جب کہ دنیا میں انسانوں کے دنیوی اور مذہبی اختلافات میں یہی عقل کا رفرما ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے انبیاء و رسل علی نبینا وعلیہم السلام صحت کتب و صحف مبعوث فرمائے پھر ان کے تابعین اولیاء و صلحاء و علماء مقرر فرمائے انہوں نے ہر امر کے ذرہ ذرہ کے حسن و قبح کو خوب واضح روشن آفتاب کو بتایا بھی انسان کو اپنی نعمت عظمیٰ سے نوازا تا کہ پھر انسان کو عذر کی گنجائش نہ ہو۔

### فائدہ

قواعد مذکورہ سے ایک اور قاعدہ واضح ہوا کہ ہر کام کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور اپنے ارادہ پر کام کرنا انسان کا کام ہے کام خیر ہو یا شر۔

### وضاحت از امام احمد رضا محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یا ایں ہمہ کسی کا خالق ہونا یعنی ذات ہو یا صفت، فعل ہو یا حالت، کسی معدوم چیز کو معدوم سے نکال کر لباس وجود پہنا دیا یہ اُسی کا کام ہے یہ نہ اس نے کسی کے اختیار میں دیا نہ کوئی اس کا اختیار پاسکتا تھا کہ تمام مخلوقات خود اپنی حد ذات میں نیست ہیں۔ ایک نیست دوسرے نیست کو کیا ہست بنا سکے ہست بنانا اُسی کی شان ہے جو آپ اپنی ذات سے ہست حقیقی و ہست مطلق ہے۔ ہاں یہ اُس نے اپنی رحمت اور اپنی غنائے مطلق سے عادت اجراء فرمائے کہ بندہ جس امر کی طرف قصد کرے اپنے جوارح ادھر پھیرے مولیٰ تعالیٰ اپنے ارادہ سے اُسے پیدا فرما دیتا ہے مثلاً اُس نے ہاتھ دیے ان میں پھیلنے، سننے، اُٹھنے، جھکنے کی قوت رکھی، تلواریں بنائی، اُس میں دھارا اور دھار میں کاٹ کی قوت رکھی اس کا اٹھانا، لگانا اور کرنا بتایا۔ دوست دشمن کی پہچان کو عقل بخشی، اسے ٹیک و بد میں طاقت عطا کی۔ شریعت بھیج کر قتل حق و ناحق کی پہچان، برائی صاف جتا دی۔ زیر نے وہی خدا کی بتائی ہوئی تلوار، خدا کے بنائے ہوئے ہاتھ، خدا کی دی ہوئی قوت سے اٹھانے کا قصد کیا، وہ خدا کے حکم سے اُٹھ گیا اور جھکا کر ولید کے جسم پر ضرب پہونچانے کا ارادہ کیا وہ خدا کے حکم سے جھکی اور ولید کے جسم پر لگی تو یہ ضرب جن امور پر موقوف تھی سب عطاے حق تھے اور خود جو ضرب واقع ہوئی یا ارادہ خدا واقع ہوئی اور اب جو اس ضرب سے ولید کی گردن کٹ چا پھٹا ہوگا یہ بھی اللہ کے پیدا کرنے سے ہوگا۔ وہ نہ چاہتا تو ایک زیر کیا تمام انس و جن و ملک جمع ہو کر تلوار پر زور کرتے تو اُٹھن و درکنار ہرگز جنبش نہ کرتی اور اس کے حکم سے اُٹھنے کے بعد اگر وہ نہ چاہتا تو زمین، آسمان، پہاڑ سب ایک لنگر بنا کر تلوار کی



لوگ پر ڈال دیے جاتے۔ نام کو بال برآمدہ جھکتی اور اس کے حکم سے بھگتے کے بعد اگر وہ نہ چاہتا گردن کٹتا تو بڑی چیز ہے ممکن نہ تھا کہ خط بھی آتا ہزارائیوں میں ہزاروں بار تجربہ ہو چکا کہ تلواریں پڑیں اور خراش تک نہ آئی، گوبیاں لگیں اور جسم تک آتے آتے ٹھنڈی ہو گئیں، شام کو معرکہ سے پلٹنے کے بعد سپاہیوں کے سر کے بالوں میں سے گوبیاں نکل جی ہیں تو زید سے جو کچھ واقع ہوا سب خلق خدا و ہا ارادۂ خدا تھا۔ زید کا بیچ میں صرف اتنا کام رہا کہ اُس نے قتل و دید کا ارادہ کیا اور اس طرف اپنے جوارح آلات کو پھیرا اب اگر ولید شرعاً مستحق قتل ہے تو زید پر کچھ الزام نہیں رہا بلکہ بارہا قواب عظیم کا مستحق ہو گا کہ اُس نے اُس چیز کا قصد کیا اور اس طرف جوارح کو پھیرا جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے ذریعے سے اپنی مرضی اپنا پسندیدہ کام ارشاد فرمایا تھا اور اگر قتل ناحق ہے تو یقیناً زید پر الزام ہے اور عذاب الیم کا مستحق ہو گا کہ بخلاف حکم شرع اُس نے عزم کیا اور اُس طرف جوارح کو متوجہ کیا جسے مولیٰ تعالیٰ نے اپنی کتابوں کے واسطے سے اپنے غضب اپنی ناراضی کا حکم بتایا تھا۔

غرض فصل انسان کے ارادہ سے نہیں ہو سکتا بلکہ انسان کے ارادہ پر اللہ کے ارادہ سے ہوتا ہے۔ یہ نیکی کا ارادہ کرے اور اپنے جوارح کو پھیرے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نیکی پیدا کر دے گا اور یہ برے کام کا ارادہ کرے اور جوارح کو اس طرف پھیرے اللہ تعالیٰ اپنی بے نیازی سے بدی کو موجود فرمادے گا۔ مثال دو بیالوں میں شہد اور زہر ہیں اور دونوں خود بھی خدا کے بنائے ہوئے ہیں۔ شہد میں شفاء اور زہر میں ہلاک کرنے کا اثر بھی اسی نے رکھا ہے۔ روشن دماغ عیسویوں کو بھیج کر بتا بھی دیا کہ دیکھو یہ شہد ہے اس کے یہ منافع ہیں اور خبردار یہ زہر ہے اس کے پینے سے ہلاک ہو جاتا ہے۔ ان ناصح اور خیر خواہ حکمائے کرام کی یہ مبارک آوازیں حرام جہان میں گونجیں اور ایک ایک شخص کے کان میں پہنچیں اس پر کچھ نے شہد کی پیالی اٹھ کر پی اور کچھ نے زہر کی۔ ان اٹھانے والوں کے ہاتھ بھی خدا ہی کے بنائے ہوئے تھے اور ان میں پیالی اٹھانے، منہ تک لے جانے کی قوت بھی اسی کی رکھی ہوئی تھی، منہ اور حلق میں کسی چیز کو جذب کر کے اندر لینے کی طاقت اور خود منہ اور حلق اور معدہ وغیرہ سب اس کے مخلوق تھے۔ اب شہد پینے والوں کے خوف میں شہد یہ سوچا کیا وہ آپ اس کا نفع پیدا کر لیں گے؟ یا شہد بذات خود خالق نفع ہو جائے گا؟ حاشا! ہرگز نہیں بلکہ اس کا اثر پیدا ہوتا یہ بھی اسی کے دست قدرت میں ہے اور ہو گا تو اسی کے ارادہ سے ہو گا۔ وہ نہ چاہے تو منوں شہد پی جائے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا بلکہ وہ چاہے تو شہد زہر کا اثر دے یوں ہی زہر والوں کے پیٹ میں زہر جا کر کیا وہ آپ ضرور کی تخلیق کریں گے؟ یا زہر خود بخود خالق ضرر ہو جائے گا؟ حاشا! ہرگز نہیں بلکہ یہ بھی اسی کے قبضہ قدرت میں ہے اور ہو گا تو اسی کے ارادہ سے ہو گا۔ وہ نہ

چاہے تو سیروں زہروں زہر کھا جائے اصلاً بال بائگانہ ہوگا بلکہ وہ چاہے تو زہر شہد ہو کر لگے جیسے سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ہوا۔

### کرامات سیدنا خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ جب مقام حیرہ میں پہنچے تو عرض کی گئی کہ آپ احتیاط رکھیں کہ آپ کو عجی لوگ زہر دے دیں۔ آپ نے فرمایا زہر کیا شے ہے لاؤ زہر میں پی جاؤں۔ زہر لایا گیا آپ نے بسم اللہ پڑھ کر زہر پی لیا زہر نے کوئی نقصان نہ دیا۔ نیز بڑا غلظت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے تشریف لے کر حیرہ والوں نے عبدالمسح کو زہر قاتل دیکر آپ کے پاس بھیجا۔ آپ نے اسے فرمایا تیرا زہر لاؤ آپ نے زہر لے کر ہاتھ میں رکھا اور پڑھا بسم اللہ الرحمن الرحیم اور زہر پی لیا۔ عبدالمسح نے واپس جا کر قوم کو کہا اے لوگوں حضرت خالد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے وہ زہر کھا لیا اس سے انہیں کچھ نقصان نہ ہوا۔ بہتر ہے تم ان سے صلح کر لو ورنہ ان سے جنگ کرنے میں تمہارا نقصان ہوگا۔

### اضافہ اویسی غفرلہ

یہ تو کرامت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ شہد پینے والے ضرور قابلِ حسین و آفرین ہیں۔ ہر عاقل یہی کہے گا کہ انہوں نے اچھا کیا ایسا ہی کرنا چاہیے تھا اور زہر پینے والے ضرور راقی سزا و نازین ہیں۔ ہر ذی ہوش یہی کہے گا کہ یہ بد بخت خودکشی کے مجرم ہیں۔ دیکھو اول سے آخر تک جو کچھ ہوا سب اللہ ہی کے ارادے سے ہوا اور جتنے آلات اس کام میں لئے گئے سب اللہ ہی کی مخلوق تھے اور اسی کے حکم سے انہوں نے کام دیئے جو تمام عقدا کے نزدیک ایک فریق کی تعریف ہے اور دوسرے کی مذمت۔ تمام کچھریاں جو حلق سے حصہ رکھتی ہوں ان زہر نوشوں کو مجرم بتائیں گی پھر کیوں بتاتی ہیں نہ زہر ان کا پیدا کیا ہوا نہ زہر میں قوت ہلاک ان کی رکھی ہوئی نہ ہاتھ ان کا پیدا کیا ہوا نہ اس کے پڑھائے اٹھانے کی قوت ان کی رکھی ہوئی نہ وہن خلق ان کے پیدا کئے ہوئے نہ ان میں جذب و کشش کی قوت ان کی رکھی ہوئی نہ خلق سے اتر جانا ان کے ارادے سے ممکن تھا۔ آدمی پانی پیتا ہے اور چاہتا ہے کہ خلق سے اترے مگر چھو ہو کر نکل جاتا ہے اس کا چاہنا نہیں چلتا جب تک وہی نہ چاہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔ اب خلق سے اترنے کے بعد تو ظاہری نگاہوں میں بھی پینے والے کا اپنا کوئی کام نہیں۔ خون میں اس کا ملنا اور خون کا اسے لے کر دورہ کرنا اور دورہ میں قلب تک پہنچنا اور وہاں جا کر اسے فاسد کر دینا یہ کوئی فعل نہ اس کے ارادے سے ہے نہ اس کی

طاقت سے۔ بہترے زہر پی کر نامد ہوتے ہیں پھر ہزار کوششیں کرتے ہیں جو ہونی ہے ہو کر رہتی ہے اگر اس کے ارادے سے ضرر ہوتا تو اس ارادے سے باز آتے ہی زہر باطل ہو جاتا لازم تھا مگر نہیں ہوتا تو معلوم ہوا کہ اس کا ارادہ بے اثر ہے پھر اس سے کیوں باز پرس ہوتی ہے؟ ہاں! باز پرس کی وہ وجہ ہے کہ شہد اور زہر اسے بتا دیئے تھے عالی قدر حکمائے عظام کی معرفت سب نفع نقصان بتا دیئے تھے۔ دست و زبان و خلق اس کے قابو میں کر دیئے تھے دیکھنے کو آنکھ، سمجھنے کو عقل اسے دے دی تھی۔ یہی ہاتھ جس سے اس نے زہر کی پیالی اٹھا کر پی جام شہد کی طرف بڑھا تا اللہ تعالیٰ اسی کا اختیار دے کر دیتا۔ یہاں تک کہ سب کام اول تا آخر اسی کی خلق و مشیت سے واقع ہو کر اس کے نفع کے موجب ہوتے مگر اس نے ایسا نہ کیا بلکہ کاسہ زہر کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس کے پینے کا عزم لایا۔ وہ فتنی بے نیاز دونوں جہن سے بے پروا ہے وہاں تو عادت جاری ہو رہی ہے کہ یہ قصد کرے اور وہ خلق فرمادے۔ اس نے اسی کا سر کا اختیار اور خلق سے اتنا دل نہ تک پکھنا وغیرہ وغیرہ پیدا فرمادیا پھر یہ کیونکر بے جرم قرار پا سکتا ہے۔

### انسان کا ارادہ واختیار

چونکہ اعضائے محسوسہ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ، پاؤں وغیرہ کے امور محسوس ہو رہے ہیں کہ واقعی یہ اللہ تعالیٰ کے خلق سے کام سرانجام دے رہے ہیں لیکن ان اعضاء کی طرح ارادہ اختیار انسان میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے متعلق منکرین کو پس و پیش ہے اس کا انکار دور سابق میں فرقہ جبریہ کو تھا اب منکرین تقدیر انہیں کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ فقیر بقلم ام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ اس کی وضاحت کرتا ہے۔ انسان میں یہ قصد و ارادہ و اختیار ہونا ایسا واضح و روشن و بدیہی امر ہے جس سے انکار نہیں کر سکتا مگر جنوں (باکل) ہر شخص سمجھتا ہے کہ مجھ میں اور پتھر میں ضرور فرق ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ انسان کے چلنے پھرنے، کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے وغیرہ و غیرہ افعال کے حرکات ارادی ہیں۔ ہر شخص آگاہ ہے کہ انسان کا کام کرنے کے لئے ہاتھ کو حرکت دینا اور وہ جنش جو ہاتھ کو ریشہ سے ہونان میں صریح فرق ہے۔ ہر شخص واقف ہے کہ جب وہ اوپر کی جانب جست کرتا ہے اور اس کی طاقت ختم ہونے پر زمین پر گرتا ہے ان دونوں حرکتوں میں تفرق ہے۔ اوپر کو ناپا اپنے اختیار و ارادہ سے تھا اگر نہ چاہتا نہ کودتا اور یہ حرکت تمام ہو کر اب زمین پر آتا اپنے ارادہ و اختیار سے نہیں۔ لہذا اگر کرنا چاہے تو رک نہیں سکتا۔ بس یہی ارادہ یہی اختیار جو ہر شخص اپنے نفس میں دیکھ رہا ہے عقل کے ساتھ اس کا پایا جانا بھی مدد امر دینی و جزا و سزا و ثواب و عقاب و پرسش و حساب ہے۔ اگرچہ بدشہ بد ریب قطعاً یقیناً ارادہ و اختیار بھی اللہ تعالیٰ ہی کا پیدا کیا ہوا ہے جیسے انسان خود بھی اسی کا بنایا ہوا ہے آدمی جس طرح نہ آپ سے آپ

بن سکتا تھا نہ اپنے لئے آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں، زبان وغیرہ بنا سکتا تھا یونہی اپنے لئے طاقت قوت ارادۂ اختیار بھی نہیں بنا سکتا سب کچھ اس نے دیا اور اسی نے بنایا مگر اس سے یہ کچھ لینا کہ جب ہمارا ارادہ و اختیار بھی خدا ہی کا مخلوق ہے تو ہم پتھر ہو گئے قابل سزا و جزا و باز پرس نہ رہے۔ کیسی سخت جہالت ہے صاحبو تم میں خدا نے کیا پیدا کیا ارادہ و اختیار۔ اُس کے ہونے سے تم صاحب ارادہ صاحب اختیار ہوئے مجبور ناچار صاحبو تمہاری اور پتھر کی حرکت میں فرق کیا رہا یہ کہ وہ ارادہ و اختیار نہیں رکھتا اور ہم میں اللہ تعالیٰ نے یہ صفت پیدا کی عجب عجب کہ وہی صفت جس کے پیدا ہونے سے تمہاری حرکات کو پتھر کی حرکات سے ممتاز کر دیا اُسی کی پیدائش کو اپنے پتھر ہو جانے کا سبب سمجھو یہ کیسی اُلٹی مت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری آنکھیں پیدا کیں ان میں نور خلق کیا اس سے ہم انگھیارے ہوئے نہ کہ معاذ اللہ اندھے۔ یوں ہی اس نے ہم میں ارادہ و اختیار پیدا کیا اس سے ہم اس کی عطا کے لائق مختار ہوئے نہ کہ اُلئے مجبور ہاں یہ ضرور ہے کہ جب وقتاً فوقتاً ہر فرد اختیار بھی اس کی خلق ہی کی عطا ہے ہماری اپنی ذات سے نہیں تو خود مختار ہو سکے نہ جزا و سزا کے لئے خود مختار ہونا ہی ضرور ایک نوع اختیار چاہیے کسی طرح ہو وہ براہت حاصل ہے آدمی انصاف سے کام لے تو اسی قدر تقریر و مشاں کافی ہے شہد کی پیلی ادا مت نمی ہے اور زہر کا کاسہ اس کی نافرمانی اور وہ عالیشان حکماء انبیاء کرام علیہم السلام اور ہدایت اس شہد سے نفع پاتا ہے کہ اللہ ہی کے ارادہ سے ہوگا اور ضلالت اس زہر سے ضرور پہونچتا کہ یہ بھی اسی کے ارادے سے ہوگا مگر ادا مت تعریف کے مستحق اور فرعون و فرود والے مذموم ہو کر سزا پا ئیں گے۔ (منحصر)

اللہ تعالیٰ قادر تھا اور ہے بغیر کسی نمی علیہ السلام اور کتاب کے تمام جہان کو ایک لمحہ میں تمام کو ہدایت

دے کما قال تعالیٰ

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَهَدَيْكُمْ الْجَمْعَينِ (پارہ ۳، سورۃ النحل، آیت ۹)

ترجمہ: اور چاہتا تو ہم سب کو ہدایت دیتا۔

اور فرمایا

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدَى (پارہ ۷، سورۃ الانعام، آیت ۳۵)

ترجمہ: اور اللہ چاہتا تو انہیں ہدایت پر اکٹھا کر دیتا۔

اس کریم نے دنیا کو عالم اسباب بنایا ہے اور ہر نعمت میں اپنی حکمت بالغہ سے مختلف حصہ رکھا ہے وہ چاہتا تو انسان وغیرہ ہزاروں کو بھوک پیاس نہ لگتی۔ یہ بھوکے ہوتے تو کسی کا صرف اللہ کے نام پاک لینے سے اور کسی کا ہوا سو گھنٹے سے



پیٹ بھر جاتے اور زمین جو تجھے سے روٹی پکانے (جوخت مشقین پتی ہیں) کسی کو نہ ہوتیں۔ مگر اس نے یوں چاہا اور اس میں بے شمار اختلاف رکھا کسی کو اتنا دیا کہ لاکھوں پیٹ اس کے دروازے سے پلٹے ہیں اور کسی پر اہل وعیاں کے ساتھ تین دن تک قاتے مگزرتے ہیں۔

أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَةَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمًا بِيَهُمْ مَعِيشَتُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

(پارہ ۲۵، سورۃ الزخرف، آیت ۳۲)

**ترجمہ:** کیا تمہارے رب کی رحمت دو بانٹتے ہیں؟ ہم نے اس میں قسم لی کہ اس کا سامان دنیا کی زندگی میں مٹا۔  
احق بد عقل یا احمق اس کی شان تو ہے۔

لَا يُسْئَلُ عَمَّا يُفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُونَ (پارہ ۲۵، سورۃ انبیاء، آیت ۲۳)

**ترجمہ:** اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے، اور ان سب سے سول ہوگا۔

اس تقریر پر ایک عقلی دلیل حاضر ہے۔

### عقلی دلیل

زید نے روپے کی ہزار بیٹیں خریدیں پانچ سو مسجد میں لگائیں پانچ سو پاخانہ کی زمین میں اور تہ چھوٹ میں کیا اس سے کوئی الجھ سکتا ہے کہ ایک ہاتھ کی بنا کی ہوئی ایک مٹی سے بنی ہوئی ایک آدے سے پکی ہوئی ایک روپے کے مول لی ہوئی ہزار بیٹیں تھیں۔ ان پانچ سو میں کیا خوبی تھی کہ مسجد میں صرف کس اور ان میں کیا عیب تھا کہ جائے نجاست میں رکھیں۔ اگر کوئی محق اس سے پوچھے بھی تو وہ یہی کہے گا کہ میری بلکہ تھی میں نے جو چاہا کیا۔

### فائدہ

جب مجازی ملک کا یہ حال تھا تو حقیقی مملکت کا کیا پوچھنا۔ ہمارا اور ہماری جان و مال اور تمام جہان کا وہ اکیلے پاک نرالا سچا ملک ہے۔ اس کے کام اس کے احکام میں کسی مجال دم زدن کیا معنی؟ کیا کوئی اس کا ہمسریا اس پر افسر ہے جو اس سے کیوں اور کیا کہے؟ مالک علی الاطلاق ہے، بے اشتراک ہے، جو چاہا کیا اور جو چاہے گا کرے گا۔ ذلیل فقیر بے حیثیت فقیر اگر بادشاہ جبار سے الجھے تو اس کا سر کھنایا ہے، شامت نے گھیرا ہے، اس سے ہر عاقل یہی کہے گا کہ او بد عقل بے ادب اپنی حد پر رہ۔ جب یقیناً معلوم ہے کہ بادشاہ کمال عادل اور جمیع کمال صفات میں یکساں و کامل ہے تو تجھے اس کے احکام میں دخل دینے کی کیا مجال؟

## منکرین تقدیر کو پسند سود مند

دنوی، مجازی، جموٹے بادشاہوں کی نسبت تو آدمی کو یہ خیال ہو اور ملک الملوک بادشاہ حقیقی جل جلالہ کے احکام میں رائے لنی کرے سلاطین تو سلاطین اپنا براہِ رذیٰ بلکہ اپنے سے بھی کم مرتبہ شخص بلکہ اپنا نوکر یا غلام جب کسی صفت کا استاد ماہر ہو اور خود یہ شخص اس سے آگاہ نہیں تو اس کے اکثر کاموں کو ہرگز نہ سمجھ سکے گا۔ جان لے کہ یہ اس کام کا استاد وحکیم ہے۔ میرا خیال وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔ غرض اپنی فہم کو قاصر جانے کا نہ کہ اس کی حکمت کو۔ پھر رب الارباب، حکیم حقیقی، عالم السروات الخفی کے اسرار میں خوض کرنا اور جو سمجھ میں نہ آئے اس پر معترض ہونا اگر بے دینی نہیں جنون ہے اگر جنون نہیں بے دینی ہے۔ والعباد باللہ رب العالمین

## ازالہ وہم

منکرین تقدیر کی عادت ہے کہ جو چیز ان کی عقل فہم میں آئے وہی حق ہے ورنہ باطل (سود مند) یہ ان کی کم عقلی اور کند دہنی کی دلیل ہے کیونکہ بہت سے امور کو ہم جانتے تک نہیں لیکن حقیقت میں موجود ہیں مثلاً سب کو معلوم ہے کہ مقناطیس لوہے کو کھینچتا ہے اور مقناطیسی قوت دیا ہوا لوہا ستارہ قطب کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ مگر اس کی حقیقت و کون کوئی نہیں بتا سکتا کہ اس خاکِ لوہے اور اُسِ افلاکِ ستارے میں کہ یہاں سے کروڑوں میل دور ہے باہم کیا اُلٹ؟ اور کیونکر اسے اس کی جہت کا شعور ہے اور ایک ایسی نہیں عالم میں ہزاروں ایسے عجائب ہیں کہ بڑے بڑے فلاسفہ خاک چھان کر مر گئے اور اُن کی کہ نہ پائی۔ پھر اس سے اُن باتوں کا انکار نہیں ہو سکتا آدمی اپنی جان ہی کو بتائے وہ کیا شئی ہے جسے یہ میں کہتا ہے؟ اور کیا چیز جب نکل جاتی ہے تو یہ مٹی کا ڈھیر ہے جس و حرکت رہ جاتا ہے۔

## قرآنی دلائل

اللہ تعالیٰ فرقانِ حکیم میں فرماتا ہے

وَمَا تَشَاءُ وَاِنْ يَّأْتِكَ شَاءَ اللَّهِ رَبُّ الْعَالَمِينَ (پارہ ۳، سورۃ النجم، آیت ۲۹)

**ترجمہ:** اور تم کیا چاہو مگر یہ کہ چاہے اللہ جو سارے جہان کا رب۔

اور فرماتا ہے

هَلْ مِنْ خَلْقٍ غَيْرِ اللَّهِ (پارہ ۲۲، سورۃ فاطر، آیت ۳)

**ترجمہ:** کیا اللہ کے سوا اور بھی کوئی خالق ہے۔

اور فرماتا ہے

مَا تَكُنْ لَهُمُ الْبَعْزَةُ (پارہ ۲۰ سورۃ القصص، آیت ۶۸)

**ترجمہ:** سن کا کچھ حق نہیں۔

اور فرماتا ہے

إِلَّا لَّهِ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَرَّكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (پارہ ۸ سورۃ عراف، آیت ۵۳)

**ترجمہ:** سن وہی کے ہاتھ سے پیدا کرنا و رکھنا یا بڑی برکت والا ہے اللہ رب سارے جہان کا۔

فائدہ

یہ آیات کریمہ صاف ارشاد فرمادی ہیں کہ پیدا کرنا عدم سے وجود میں لانا خالص اسی کا کام ہے۔ دوسرے کو اس میں اصلاً شرکت نہیں۔ نیز اصل اختیار اسی کا ہے نیز بے اس کی مشیت کے کسی کی مشیت نہیں ہو سکتی۔ وہی مالک و مولیٰ جل و علا اسی قرآن کریم میں فرماتا ہے

ذَٰلِكَ جَزَيْنَهُمْ بِبَعْثِهِمْ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ (پارہ ۸ سورۃ الانعام، آیت ۱۳۶)

**ترجمہ:** ہم نے یہ سن کی رشتی کا۔ یا اور بے شک ہم ضرور سچے ہیں۔

اور فرماتا ہے

وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ (پارہ ۳ سورۃ النحل، آیت ۱۱۸)

**ترجمہ:** اور ہم نے ان پر ظلم نہ کیا، وہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

اور فرماتا ہے

اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (پارہ ۲۳ سورۃ محمد السجدہ، آیت ۳۵)

**ترجمہ:** جو چاہی میں سے کرو بیشک وہ تمہارے کام کو دیکھ رہا ہے۔

اور فرماتا ہے

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ لَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمَرْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفَرْ إِنَّا لَعَتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ

سُورَاتُهَا (پارہ ۵ سورۃ الممتحن، آیت ۲۹)

**ترجمہ:** و فرما دو کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے جو چاہے ایمان لے اور جو چاہے کفر کرے، بیشک ہم نے

ظالموں کے لئے وہ گت تیار کر رکھی ہے جس کی دیواریں نہیں گھیریں گی۔

اور فرماتا ہے

قَالَ قَرِينُهُ رَبَّنَا مَا أَطْعَمْتَهُ وَلَكِنْ تَكَانَ فِي صَلَاتِي يَعْبُدُ ۝ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوا لَدُنِّي وَلَقَدْ لَكُمُ الْيَوْمَ بِالْوَعِيدِ ۝ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدُنِّي وَمَا أَتَا بِظُلَامٍ لِّلْعَبِيدِ ۝ (پارہ ۲۶ سورۃ ق، آیت ۲۷)

**ترجمہ:** اس کے ساتھی شیطان نے کہا ہمارے رب میں نے سے سرش نہ کیا ہاں یہ آپ ہی دور کی گری میں تھا۔  
فرمائیے گا (ب) یہ ہے پاس نہ تھکرو میں تمہیں پسند ہی عذاب کا ذرہ نہ چکا تھا۔ میرے یہاں بات ملتی نہیں اور نہ میں  
بندوں پر ظلم کروں۔

**فائدہ**

یہ آیتیں صاف ارشاد فرما رہی ہیں کہ بندہ خود اپنی جان پر ظلم کرتا ہے وہ اپنی ہی کرنی بھرتا ہے۔ وہ ایک حرام کا  
اختیار دے ارادہ ضرور رکھتا ہے۔ اب دونوں قسم کی سب آیتیں قطعاً مسلمان کا ایمان ہیں۔ بیشک بے شہد بندہ کے افعال کا  
خالق بھی خدا ہی ہے۔ بے شک بندہ بے ارادۃ الہیہ کچھ نہیں کر سکتا اور بے شک بندہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے بے شک وہ  
اپنی ہدایوں کے سبب مستحق سزا ہے۔

**انتباہ**

یہ دونوں باتیں جمع نہیں ہو سکتیں مگر یوں ہی کہ عقیدۃ اہل سنت و جماعت پر ایمان لایا جائے وہ کیا ہے؟ وہ جو اہل  
سنت کے سردار مولیٰ، امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے انہیں تعلیم فرمایا۔

**عقیدۃ اہل سنت**

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ

امہ خطب الناس یومنا فذكر خطبه له قال اقام اليه رجل ممن كان شهد معه الجمل فقال يا

امير المؤمنين اخبرنا عن القدر - فقال بحر عميق فلاتلحه - قال يا امير المؤمنين اخبرنا عن

القدر - قال سر الله فلا تنكده - قال يا امير المؤمنين اخبرنا عن القدر - قال اما اذا ابست فانما امر

بمن امرين لا حبر ولا تفويض - قال يا امير المؤمنين ان فلانا يقول بالا استطاعة - وهو حاضر فكذلك

عسى به - فانما هو فسمار آه سل سبعة قدر اربع اصابع فقال الا استطاعة تملكها مع الله او من دون



اللہ؟ وایا ان تقول احدهما لفر تد فاصرب عقلت۔ قال فما القول یا امیر المؤمنین قال قل املکها بالله الذی ان شاء ملککما۔ (حدیث: ابوداؤد، ترمذی)

یعنی ایک دوسرے میں خطہ فرما رہے تھے۔ یہ شخص نے کہا: اقد حمل میں امیر المؤمنین کے ساتھ تھے کھڑے ہو کر عرض کی یا امیر المؤمنین! ہمیں مسند تقدیر سے خبر دیجئے۔ فرمایا: مگر دریا ہے اس میں قدم نہ رکھ۔ عرض کی یا امیر المؤمنین! ہمیں خبر دیجئے فرمایا: اگر نہیں مانتا تو ایک عرب ہے وہ امروں کے درمیان نہ کوئی مجبور محض ہے نہ اختیار سے پردہ ہے اور وہ حضور میں حاضر ہے۔ مولیٰ علی نے فرمایا: میرے سامنے دو دوسوں نے سے کھڑا کیا۔ جب امیر المؤمنین نے اسے دیکھا تنگ سہارک چار انگل کے تقدیر سے نکلیں اور فرمایا: کامی قدرت کا تو خدا کے ساتھ مالک ہے؟ یا خدا سے جدا مالک ہے؟ درست ہے خبر! ان دونوں میں سے کوئی بات نہ کہہ کہ کامر ہو جائے گا اور میں تیری مراد وار دوں گا۔ اس نے کہا: یا امیر المؤمنین! پھر میں کیا کہوں؟ فرمایا: یوں کہہ کہ اس حد کے دینے سے اختیار رکھتے ہوں کہ اگر وہ چاہے تو مجھے اختیار اسے ہے اس کی مشیت سے مجھے ہمتہ اختیار نہیں۔

فائدہ

یہی عقیدہ اہل سنت ہے کہ انسان چھری طرح مجبور محض ہے نہ خود غنی بلکہ ان دونوں کے بیچ میں ایک حالت ہے جن کی کنہ راہ خدا اور ایک نہایت عمیق دریا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار رضا میں امیر المؤمنین مولیٰ علی پر نازل ہوں کہ ان دونوں الجھنوں کو دو فقرہوں میں صاف فرما دیا۔ ایک صاحب نے اسی بارے میں سوال کیا کہ کیا معاصی بھی ارادۃ الہیہ واقع نہیں ہوتے؟ فرمایا تو کیا زبردستی اس کی معصیت کر لے گا **اللعن علی من عصی** یعنی وہ نہ چاہتا تھا کہ اس سے گناہ ہو مگر اس نے کر ہی لیا تو اس کا ارادہ زبردست پڑا معاذ اللہ خدا بھی دنیا کے مجازی بادشاہوں کی طرح ہوا کہ وہ ڈک، کوڑوں، چوروں کا ہتیرا بندوبست کرے پھر بھی ڈاکو اور چور اپنا کام کر ہی گزرتے ہیں۔ حاشا وہ ملک السلوک، بادشاہ حقیقی، قادر مطلق ہر گز ایسا نہیں کہ اس کے ملک میں بے اس کے حکم کے ایک ذرہ جنبش کر سکے۔ وہ صاحب کہتے ہیں کہ **لکانما القمنی حجة** مولیٰ علی نے یہ جواب دے کر گویا میرے منہ میں پھر رکھ دیا کہ آگے کچھ کہتے ہیں ہی نہ پڑا۔

حکایت

عمرو بن عبید معتزلی کہ بندے کے افعال خدا کے ارادہ سے نہ جانتا تھا۔ خود کہتا ہے کہ مجھے کسی نے ایسا الزام نہ دیا جیسا ایکہ مجھ کو نے دیا جو میرے ساتھ جہاز میں تھا۔ میں نے کہا تو مسلمان کیوں نہیں ہوتا؟ کہا خدا نہیں چاہتا میں نے کہا

خدا تو چاہتا ہے مگر شیطان تجھے نہیں چھوڑتا کہا تو میں شریک غالب کے ساتھ ہوں۔

## فائدہ

اسی ناپاک شاعت کے روکی طرف مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشارہ فرمایا کہ وہ نہ چاہے تو کیا کوئی زبردستی اس کی معصیت کر لے گا؟

## ازالہ وہم

اس مجموعی کا عذر وہ بیہوشیہا ہے کہ کوئی بھوک سے دم نکلا جاتا ہے۔ کھانا سامنے رکھا ہے اور نہیں کھاتا کہ خدا کا ارادہ نہیں اس کا ارادہ ہوتا تو میں ضرور کھا لیتا۔ اس احمق سے یہی کہا جائے گا کہ خدا کا ارادہ نہ ہوتا تو نے کاہے سے جانا؟ اسی سے کہ تو نہیں کھاتا تو کھانے کا قصد تو کر دیکھ تو ارادۃ البیہ سے کھانا ہو جائے گا۔ ایسی اوندھی مت اُسی کو آتی ہے جس پر موت سوار ہے۔ غرض مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ تو اس کا فیصلہ فرمایا کہ جو کچھ ہوتا ہے بے ارادۃ البیہ نہیں ہو سکتا۔

## سوال

جب سب کچھ ارادۃ البیہ سے ہوتا ہے تو پھر سزا و جزا کیوں؟

## جواب

اس سوال کا جواب مدینۃ العلم سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا چنانچہ مروی ہے کہ

قال قيل لعلي بن ابي طالب ان ههنا رجلا يتكلم في المشيئة فقال يا عبد الله حدثت لما شاء اولما شئت؟ قال نعم شاء قال فمروك اذا شاء او اذا شئت قال بل اذا شاء - قال فميتك اذا شاء واذا شئت؟ قال اذا شاء قال فميتك ميتك او ميتك ميتك؟ قال ميتك ميتك قال والله لو قلت غير هذا لضربت الذي فيه عيناك بالسيف - ثم تلا علي و ما شاء ون الا ان يشاء الله هو اهل التقوى و اهل المعصية۔ (ابن ابی حاتم و اصحابی، ۱۰۱، مصدر مصنفی ۴۱)

مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی گئی کہ یہاں ایک شخص مشیت میں گفتگو کرتا ہے۔ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا کہ خدا کے بندے 'خدا' تجھے اس لئے پیدا کیا جس نے اس نے چاہا اس نے جس لئے تو نے چاہا کہا جس سے اس نے چاہا۔ فرمایا تجھے جب وہ چاہے یا نہ کرتا ہے یا جب تو چاہے؟ کہا جلد جب وہ چاہے۔ فرمایا تجھے اس وقت وفات دے گا جب وہ چاہے؟ یا جب تو چاہے؟ کہا جب وہ چاہے۔ فرمایا تو تجھے وہاں بھیجے گا جہاں وہ چاہے یا

جس کو چاہے؟ کہا جہاں وہ چاہے۔ فرمایا خدا کی قسم تو اس سے سو اچھوڑ کہتے تو یہ جس میں تیری تکلیفیں ہیں یعنی تیرا سر  
نکوار سے مار دیتا۔ پھر مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی اور تم کیا چاہو مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے وہ  
تقویٰ کا مستحق اور نادمہ ظفر مانے والا ہے۔

### فائدہ

خاصہ یہ کہ جو چاہا کیا اور جو چاہے گا کرے گا، بتاتے وقت تجھ سے مشورہ نہ لیا تھا۔ بھیجنے وقت بھی نہ لے گا تمام  
علم اس کی ملک ہے اور مالک سے دربار ملک سوال نہیں کر سکتا۔

### حکایت صبرت آموز

مروی ہے کہ کسی نے آکر امیر المومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی یا امیر المومنین مجھے مسئلہ تقدیر سے  
خبر دیجئے۔ فرمایا تاریک راستہ ہے اس میں نہ مل۔ عرض کی یا امیر المومنین مجھے خبر دیجئے۔ فرمایا گہرا سمندر ہے اس میں  
قدم نہ رکھ۔ عرض کی یا امیر المومنین مجھے خبر دیجئے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کا راز ہے تجھ پر پوشیدہ ہے اسے نہ کہوں۔ عرض کی  
یا امیر المومنین مجھے خبر دیجئے۔ فرمایا

ای اللہ خالقک کما شاء او کما شئت

اللہ نے تجھے جیسا اس نے چاہا دیا یا جیسا تو نے چاہا؟

عرض جیسا اُس نے چاہا۔ فرمایا

فیستعملک کما شاء او کما شئت؟

تو تجھ سے کام دیا ہے گا جیسا وہ چاہے یا جیسا تو چاہے؟

عرض کی جیسا وہ چاہے۔ فرمایا

فیبعثک یوم القیمۃ کما شاء او کما شئت؟

تجھے قیامت کے دن جس طرح وہ چاہے اٹھائے گا جس طرح تو چاہے؟

کہا جس طرح وہ چاہے۔ فرمایا

ایہا المسائل تقول لاحول ولا قوۃ الا بعم

سے سائل تو جتنا ہے کہ۔ حاکم سے نفوت ہے مگر اس کی ذات ہے؟

کہا اللہ علیٰ عظیم کی ذات سے؟ فرمایا تو اس کی تفسیر جانتا ہے؟ عرض کی امیر المومنین کو جو علم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اس سے مجھے تعلیم فرمائیں۔ فرمایا

تفسیر ما لا یقدر علی طاعة الله ولا ینکون قوۃ فی معصية الله فی الامریں جمیعاً الا باللہ  
اس کی تفسیر یہ ہے کہ نہ طاقت کی طاقت، نہ معصیت کی قوت، دونوں اللہ ہی کے دیئے سے ہیں۔

پھر فرمایا

ایہا السائل الذ مع الله مشیۃ اودون الله مشیۃ فان قلت ان لك دور الله مشیۃ فقد اکتفیت بهاعن مشیۃ الله وان رعمت ان لك فوق الله مشیۃ فقد ادعبت مع الله شر کافى مشیۃ۔  
اے سائل تجھے خدا سے سمجھنے کا سہارا اختیار ہے یا بے خدا کدہ؟ ترقی ہے کہ بے خدا کے تجھے اختیار حاصل ہے تو تو نے ارادۂ امیر کی کچھ حاجت نہ رکھی جو چاہے خود اپنے رب سے کر لے گا خدا چاہے یہ نہ چاہے اور یہ سمجھ کر خدا سے دپر تجھے اختیار حاصل ہے تو تو نے اللہ کے ارادے سے اپنے شریک ہونے کا دعویٰ کیا۔

پھر فرمایا

ایہا السائل الله یسیح ویداوی فمہ الداء ومہ الدواء اعقلت عن الله امرہ؟

اے سال بے شک اللہ رحمہ ہو چکا ہے اور اللہ ہی دوا ہے، کیا تو اسی سے مرض ہے وراہی سے دوا؟ کیوں تو نے اب تو اللہ کا شکر سمجھا یا؟

اس نے عرض کی ہاں! حاضرین سے فرمایا

الان اسلم احوکم فقوموا فصالحوہ

اب تمہاری یہ بیانی مسلمان ہو کھڑے ہو، ان سے صلہ کر دو۔

پھر فرمایا

لوان عدی رجلا من القدریۃ لاحذت برقبۃ ثم لا ارال اجراء حاجتی اقطعها فانہم یہود ہدہ الامۃ  
ونصاراھا ومجوسھا۔ (ابن عساکر)

مگر میرے پاس کوئی شخص ہو جو اس کو اپنے اقدار کا خالق جانے اور تقدیر لینی سے وقوع طاقت و معصیت کا نکال کر دے ہو تو میں اس کی گردن پکڑ کر دو چتر سو لگا دیاں تک کہ انک کاٹ، وہ اس لئے کہ وہ اس امت کے یہودی و نصرانی و مجوسی ہیں۔



## فائدہ

یہودی اس لئے فرمایا کہ ان پر خدا کا غضب ہے اور یہود مغضوب علیہم ہے اور نصرانی و مجوسی اس لئے فرمایا کہ نصرانی تین خدا مانتے ہیں۔ مجوسی بزدان اہرمن دو خالق مانتے ہیں۔ یہ بے شمار خالقوں پر ایمان لارہے ہیں کہ ہر جن وانس کو اپنے افعال کا خالق کارہے ہیں۔ **والعیاذ باللہ رب العلمین**

یہ اس مسئلہ میں اجمال کلام ہے مگر انشاء اللہ تعالیٰ کافی ودافی و صافی و شافی جس سے ہدایت والے ہدایت پائیں گے اور ہدایت اللہ ہی کے ہاتھ ہے۔ **واللہ الحمد والحمد للہ سبحہ و تعالیٰ اعلم**

(شیخ الحداد، امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ)

## امام ابو حنیفہ اور مذهب قدریہ کے عالم مکالمہ

اسحاق بن ابراہیم خللی (سرقند کے قاضی خدوہ (چند مس) نے) نے فرمایا کہ ہم سرقند سے چند دوستوں کے ساتھ کوفہ آ گئے۔ ہمارے ساتھ ایک قدریہ عقیدہ کا آدمی بھی تھا۔ ہم نے کوفہ پہنچ کر اس سے پوچھا تمہاری گفتگو کس سے کرائی جائے؟ اس نے امام ابو حنیفہ (رہمۃ اللہ علیہ) کا نام لیا۔ ہم آپ کی مجلس میں پہنچے تو آپ سالنوں کے ایک، نبوہ میں گھرے ہوئے تھے اور آپ اپنے شاگردان عزیز کو کچھ لکھوا بھی رہے تھے۔ ہم بھی آگے بڑھے اور عرض کی حضور ہم سرقند سے آئے ہیں اور ہمارے ساتھ ایک ایسا ساتھی ہے جو قدریہ عقیدہ رکھتا ہے اگر آپ اس کو گفتگو کا موقع دیں تو شاید اس کی اصلاح ہو جائے۔ ہم نے دل میں کہا قدری لوگ بحث کو بڑا طویل بہاتے ہیں۔ آپ سے اتنا وقت کس طرح دیں گے اور جو کام کر رہے ہیں اسے کس طرح چھوڑ دینگے لیکن ہوا یہ کہ آپ نے قدری سے ایک سوال کیا اس نے اس کا فوراً جواب دیا۔ آپ نے پھر سوال کیا مگر وہ تھوڑی دیر سوچنے لگا اور سوچ کر جواب دیا۔ آپ نے ایک اور سوال کیا وہ قدری سرکھتم کر سوچنے لگا اور ماتھے پر آئے ہوئے پسینے کو پوچھنے لگا اور حیران تھا کہ کیا جواب دے آخر کہنے لگا میں اللہ سے بخشش کی استدعا کرتا ہوں اور اپنے عقائد سے توبہ کرتا ہوں۔ اے ابو حنیفہ! اللہ تعالیٰ آپ کو خزانہ خیر دے۔ آپ نے دو سوالوں میں میری دنیا بدل دی میں تو جہنم کے کنارے پر کھڑا تھا آپ نے مجھے بچالیا۔

(مناقب امام عظیمہ ترجمہ مناقب موفق صلیہ ۱۳۶)

## فائدہ

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایسے سوالات کے نقد جوابات کی تفصیل فقیر کے رسالہ "امام ابو حنیفہ کی حاضری"

جوبی "یا فقیر کے دو ترجمے مناقب الموفق ترجمہ اردو مناقب الامام اعظم اور مناقب الکروری ترجمہ اردو مناقب امام اعظم" کا مطالعہ کریں۔

## حکایت لقمان حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے بیٹے سے فرمایا کہ جو امر ناگوار پیش آئے اس کے لئے عقیدہ رکھنا کہ اس میں منجانب اللہ بھلائی ہوگی۔  
 بیٹے نے کہا اس کا مشہدہ ضروری ہے۔ حضرت لقمان نے کہا اس کا جواب پیغمبر علیہ السلام دیں گے ان کے پاس چتے ہیں۔ دونوں پیغمبر علیہ السلام کے پاس چل پڑے۔ سارا دن گھوڑے پر سوار ہو کر چلے رہے راستہ میں گرمی سخت تھی گھوڑے مر گیا زادراہ بھی ختم ہو گیا اب بجائے سواری کے پیدل چل پڑے۔ دور سے لقمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہر سے دھواں نکلا دیکھا اور شہر کے آگے نظر آئے تو تیز قدم اٹھائے تاکہ جلد پہنچ جائیں لیکن اچانک صاحبزادے کے پاؤں میں ایسا پتھر چبھ گیا کہ چپٹے سے عاجز ہو گیا بلکہ زخم سے خون جاری ہو گیا اور بیہوشی سے گر پڑا۔ حضرت لقمان نے پاؤں سے پتھر نکالا اور عمادہ پھاڑ کر زخم پر باندھا دیکھ کر بے ساختہ آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور صاحبزادے کے چہرے پر آنسو گرے تو صاحبزادے نے آنکھ کھول کر عرض کی مجھے تو صبر کی وصیت فرماتے ہیں اور خود رو رہے ہیں اور فرماتے تھے کہ برد رکھ اور تکلیف میں خیر و بھلائی ہوتی ہے اب آپ نے دیکھ لیا ہمیں کون سی بھلائی ملی۔ زادراہ ختم ہو گیا اور یہاں دیرانے میں ہم دونوں حیران و سرگرداں ہیں اگر مجھے کیلا چھوڑ کر جاتے ہو تو میرا غم آپ کو ہمیشہ ستا رہیگا، اگر بیٹھتے ہو تو ہم دونوں یہاں سسک سسک کر مر جائیں گے۔ حضرت لقمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بیٹے! میرا دنا صرف شلق پداری سے ہے اگر میں تجھ پر تمام دنیا فدا کروں بلکہ اپنی جان بھی دے دوں تو بھی روا ہے کیونکہ شفقت پداری کا تقاضا یہی ہے۔ باقی رہا تیرا سواں کہ اس میں ہماری کون سی خیر و بھلائی ہے تو وہ تمہیں مفقرب معلوم ہو جائیگا۔ ممکن ہے کہ جس مصیبت میں ہم مبتلا ہوئے اس سے بڑھ کر ہمیں مبتلا ہونا نکلا ہوگا جس سے آسان جلا میں مبتلا ہوئے ممکن ہے اس سے زائد مصیبت کے ہم حامل نہیں ہو سکتے۔ یہی بات ہو رہی تھی کہ حضرت لقمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوچا کہ اس سے قبل جو ہمیں دور سے شہر کے آگے نظر آئے اور وہاں سے دھواں نکلا ہوا محسوس ہوا وہ کہاں گیا۔ ادھر ادھر دیکھا کچھ نظر نہ آیا۔ اندر میں اٹھا اچانک ایک نوجوان گھوڑے پر سوار سامنے سے گزرا اور فرمایا آپ ہی لقمان ہے؟ آپ نے کہا ہاں۔ پھر پوچھا آپ ہی حکیم ہیں؟ کہا ہاں۔ اس نے کہا آپ کا بیٹا نا بچھ ہے جو کچھ کہتا ہے غلط ہے اسے یقین نہیں آ رہا کہ انسان پر جو مصیبت آتی ہے اس میں اس کی بھلائی ہوتی ہے یا بڑی مصیبت سے اسے بچا کر آسان مصیبت میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ تمہارے لئے یہ

آسان مصیبت ہے کیونکہ اگر تم شہر تک اس سے نقل ہٹتی جاتے تو دوسروں کی طرح تم بھی زمین میں دفن جاتے۔ یہ سن کر حضرت لقمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹے سے مخاطب ہوئے اور فرمایا بیٹے! دیکھ اور سن لیا۔ بہر حال جو کچھ ہوتا ہے وہ ہمارے لئے خیر و بھلائی ہوتی ہے۔ پھر دونوں چل دیئے۔

### فائدہ

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ شام کو سوتے وقت مجھے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کل کیا ہوگا بھلائی برائی جو بھی ہوگی اس میں میری بھلائی ہوگی کیونکہ ہمیں کیا خبر بھلائی کس امر میں ہے۔ (روح البیان - پارہ ۲، ص ۲۸۸)

### حکایت

چالیسویں حکیم نے ایک اسکی پڑیا تیار کی جو پلٹے پلٹے پانی پر ڈالی جاتی تو بہتا پانی ٹھہر جاتا لیکن جب اس کی وفات کا وقت قریب ہوا تو اسہال جاری ہو گئے۔ شاگرد نے عرض کی جناب کی پڑیاں کہاں گئی جو بہتے پانی کو چھنے نہ دیتی تھی۔ چالیسویں نے وہی پڑیا اس کے سامنے بہتے پانی میں ڈالی تو چلتا پانی ٹھہر گیا۔ شاگرد نے حیران ہو کر عرض کی تو پھر یہ پڑیا خود کیوں نہیں کھاتے تاکہ آپ کے اسہال بند ہو جائیں فرمایا بہت کچھ کھایا لیکن

اذا جاء التقدير عسى العبد يرى  
 جب تقدیر آتی ہے تو تدبیر اندھی ہو جاتی ہے۔

### درس عبرت

انسان تدبیر میں کمی تو نہ کرے کہ اس سے ثواب ملے گا لیکن کام کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دے اسی میں سکون قلبی ہے اور اسی میں قرار و اطمینان و رنہ پریشانی کے سوا کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔ تدبیر و دعا وغیرہ میں کمی نہ کرے اجر و ثواب بھی ہوگا۔ ممکن ہے کام بھی ہو جائے ورنہ کام نہ ہونے پر تقدیر کے سامنے سر تسلیم خم کرے کہ اس میں ہزاروں بھلائیاں ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا

تَعْلَمُونَ (پارہ ۲، سورۃ ابراہیم، آیت ۲۶)

**ترجمہ:** وہ قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بری لگے ورنہ تمہارا حق میں بہتر ہو ورنہ قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے ورنہ تمہارے حق میں بری ہو ورنہ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

جیسا کہ حضرت لقمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ میں بھی گزرا ہے۔

## ہدھد کا بیان

جب سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت کا ذکر لکھا جاتا تو سب پرندے اطاعت میں حاضر ہوئے اور سلیمان علیہ السلام کو انہوں نے اپنا محرم راز اور زبان داں پایا تو ہرگز وہ دل و جان سے حاضر و ہار ہو گیا۔ سب پرندوں نے اپنی چوں چوں کرنی چھوڑ دی اور سلیمان علیہ السلام کی محبت میں بنی آدم سے زیادہ فصیح بولنے لگے۔ سب پرندے اپنی اپنی حکمت و دانائی بیان کرتے تھے مگر یہ خود ستانی کچھ فحش کی وجہ سے نہ تھی بلکہ اپنی غفلت کا اظہار تھا کہ سلیمان علیہ السلام کو ہدایت و تعلیم پھیلانے میں مدد ملے۔ ہوتے ہوتے ہد ہد کی باری آئی اس نے کہا کہ اے بادشاہ ایک ہجر جو سب سے ادنیٰ ہے عرض کرنا چاہتا ہوں کیونکہ مختصر بات ہی مفید ہوتی ہے۔ سلیمان علیہ السلام نے پوچھا کہ وہ کون سا ہجر ہے۔ ہد ہد نے کہا جب میں ہندی پر اترتا ہوں تو پانی کسوئیں میں بھی ہو تو دیکھ لیتا ہوں اس تفصیل کے ساتھ کہ یہ کہاں ہے کس گہرائی میں ہے اور اس کا رنگ کیا ہے یہ بھی کہ وہ پانی زمین سے اُٹل رہا ہے یا پھر سے برس رہا ہے۔ اے سلیمان علیہ السلام تو اپنے راز و فکر کے ساتھ مجھ جیسے واقف کار کو رکھ لیں حضرت نے کہا کہ ہد آب و گیاہ اور خطرناک ریگستانوں میں تو ہمارے ساتھ رہا کرو ہماری ہمارا ہی بھی کرے اور چشم روی بھی تاکہ ہمارے لئے پانی کا کھون لگاتا رہے۔

جب کوئے نے سنا کہ ہد کو یہ منصب عطا ہو گیا تو اسے حسد ہوا اور حضرت سلیمان علیہ السلام سے عرض کی کہ ہد ہد نے بالکل غلط بات کہی ہے اور گستاخی کی ہے یہ خلاف ادب ہے کہ بادشاہ کے حضور میں ایسا جھوٹا دعویٰ کیا جائے جس کا پورا ہونا ممکن نہ ہو اگر ہمیشہ اس کی نظرات تیز ہوتی تو مٹی بھر خاک میں پیسا ہوا پھندہ کیوں نہ دیکھ سکا جال میں کیوں پھنستا اور بنجرے میں کیوں گرفتار ہوتا۔ سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ کیوں اے ہد ہد اکیا یہ سچ ہے کہ تو میرے آگے دعویٰ کرتا ہے اور وہ بھی جھوٹا؟ ہد ہد نے کہا خدا کے واسطے بادشاہ! مجھ بے لوافقیر کے خلاف دشمن کی لگائی بجھائی میں مت آئیں اگر میرا دعویٰ غلط ہے تو یہ سر حاضر ہے ابھی گردن اُڑا دیں۔ رہی موت اور خدا کے حکم سے گرفتاری تو اس کا علاج میرے تو کیا کسی کے پاس بھی نہیں ہے اگر خدا کی مشیت میری عقل کی روشنی کو نہ بجھائے تو میں ضرور اڑتے اڑتے پھندے اور جال کو دیکھ لوں لیکن جب حکم الہی ہوتا ہے تو عقل سو جاتی ہے چاند سیاہ ہو جاتا ہے اور آفتاب گہن میں آ جاتا ہے۔ اے سلیمان علیہ السلام میری عقل اور چٹائی میں یہ قوت نہیں ہے کہ خدا کی حکمت کا مقابلہ کر سکوں۔ (مشوٰی شریف)

## فائدہ

ہد ہد نے تقدیر کا مسئلہ تو واضح کر دیا لیکن ساتھ یہ بھی نہ بھولنے کے کہ ہد کو اللہ تعالیٰ نے آنکھوں سے ایسا نوازا کہ دور سے زمین کے اندر کی گہرائی جان لیتی اور آنکھوں سے دیکھ لیتی۔ افسوس ہے اس برادری پر جو ایک معمولی پرندے کے

جھکی ہوئی چیزوں کو دور سے دیکھنے اور اس کے جانے کو مانتے ہیں لیکن ضد ہے تو انبیاء، اولیاء سے علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام۔

## شرح

غنی کائنات یعنی آقائے دو جہاں علیہ السلام کی بارگاہ کو دیکھ کر فقراء و سائلین آپ کے در پر پڑے ہوئے ہیں کریم کے دروازے پر فقراء و سائلین کا کپ لگا ہوا ہے اب اس کپ کا ختم ہونا ناممکن ہے خواہ قیامت ہی آجائے بلکہ مشر میں تو اسی کپ میں کہیں اور بڑھ کر رونق اور اضافہ ہوگا کہ کل جہاں سائل بھکاری بن کر ہمارے اس کپ میں آجائے گا۔ جیسا کہ احادیث شفاء میں فقیر نے متعدد مقامات پر اسی طرح حدیث میں لکھا ہے۔

## گدہ اور چیل کا مناظرہ

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک گدہ چیل کے سامنے بولا کہ مجھ سے زیادہ دور بین کوئی نہیں ہوگا۔ چیل بولی کہ اتنی زیادہ شیخی اچھی نہیں ہوتی۔ آج جنگل کے اطراف میں تجھے کیا نظر آتا ہے۔ ایک دن کے فاصلہ سے گدہ نے اوپر سے نیچے نظر دوڑائی اور چیل سے بولا کہ اگر تجھے یقین آجائے تو میں نے دیکھا کہ گیہوں کا ایک دانہ زمین پر پڑا ہے۔ چیل کو تعجب کی وجہ سے یقین نہ آیا انہوں نے سر اوپنائی سے خسیب کی طرف کر دیا۔ جب گدہ دانہ کے قریب پہنچا تو اس پر لمبی قید چٹ گئی۔ وہ شکاری کے بچائے ہوئے پھندے میں مڑی طرح پھنس گیا وہ یہ نہ سمجھا کہ اس دانے کے کھانے سے زمانہ اس کی گردن میں جال ڈال دے گا۔ ہر پچی موتی سے حاملہ نہیں بنتی ہے نہ ہر بار چاراک نشانہ پر مار سکتا ہے۔ چیل نے جب گدہ کو جال میں پھنسنے دیکھا تو گدہ سے بولی اس دانہ کے دیکھنے سے کیا فائدہ جب تجھے دشمن کے چال کی بیانی نہ تھی۔ اس کے جواب میں چیل نے کہا اور اس کی گردن پھنسی تھی تقدیر سے بچاؤ مفید نہیں ہے (۱۶ جلدیہ کے مقدمہ کا قصہ کہہ رہے ہیں) موت نے جب اس کا خون بہانے کے لئے ہاتھ نکال لیا تو تقدیر نے اس کی باریک بینی بند کر دی۔ جس پانی کا کنارہ موجود نہ ہو اس میں تیراک کا غرور کام نہیں آتا ہے۔

## سوالات و جوابات

### سوال

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

إِنَّ الْإِنْسَانَ كَفُورًا سَوَاءٌ غَنِيَہُمْ ءَأَذْرَتْہُمْ أَمْ لَمْ تُبْدِرْہُمْ لَا یُؤْمِنُونَ ۝ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوبِہُمْ وَعَلٰی



سَمِعِهِمْ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ عِشْرُونَ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (پارہ ۱ سورۃ بقرہ، آیت ۷۶)

**ترجمہ:** بیشک وہ جن کی قسمت میں کفر سے نہیں برابر سے چائے تو انہیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ ایمان لانے کے نہیں۔ نہ ان کے دلوں پر درکاتوں پر مہر مردی اور ان کی آنکھوں پر ٹھنٹھانے والے اور ان کے سینے بڑھانے والے۔ جب اللہ تعالیٰ نے خود ہی فرمادیا ہے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے پھر انہیں سزا و عذاب کا کیا معنی اور رسول اللہ ﷺ کو ان کی تبلیغ کے لئے کیوں بھیجا وغیرہ وغیرہ۔

### جواب

تفصیل گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمانا کہ وہ ایمان نہ لائیں گے یہ اس کے علم کی وسعت کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے آنے والے حالات کی خبر دی ہے کہ وہ اپنے قدرت و اختیار سے کفر و کراہی کریں گے نہ یہ کہ اللہ تعالیٰ انہیں کفر و کراہی پر مجبور کرے گا تو ایسا ہوگا۔

### جواب ۲

انسان میں پیدا ہونے کی صورت پر ایمان و کفر کی استعداد پائی جاتی ہے بلکہ فطرۃ ایمان و اسلام پر ہوتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے

المولود یولد علی فطرۃ الاسلام لا یهودیہ ولا نصرانیہ او لمجسانہ۔

یعنی انسان فطرتِ مسلم پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے دل یا دل میں یا نصرتی یا نجوی۔

حضرت امام اسماعیل حقی حنفی نے تفسیر روح البیان میں فرمایا باوجود یہ کہ ان میں ایمان و کفر قبول کرنے کی بہتر استعداد پائی جاتی تھی اس لئے جب اللہ تعالیٰ نے ان کے ذرات کو **الست** ہر یکم کے خطاب سے مخاطب فرمایا تو ان سب نے **ہلی** کہا پھر ان ذرات کو ان کے قلوب میں امن رکھا پھر قلوب کو اجسام میں اور اجسام کو دنیا میں گویا ذرات کو زمین اندھیروں میں بند کیا گیا۔ پھر دل کا درپے عالم قیام کی طرف واسطے ذرات کے کھلا رہتا ہے جو کہ امانت رکھے ہوئے ہیں جنہوں نے اللہ کے خطاب کو سنا اور کمال حق کا مشاہدہ کیا۔

### سوال

آیت میں سواء علیہم کے بجائے سواء علیک کیوں نہ فرمایا جیسا کہ بت پرستوں کے لئے فرمایا

سَوَاءٌ عَلَیْکُمْ اَذَعَوْا مُوہِمٌ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُونَ (پارہ ۹ سورۃ اعراف، آیت ۱۹۳)

**ترجمہ:** تم پر ایک سانس دینے کا ہے یا نہیں پکا رد یا چپ رہو۔

## جواب

حضور ﷺ کے لئے انذار اور اعلام برابر نہیں تھا بلکہ آپ کو انذار کا ثواب ملتا تھا اگرچہ کفار ایمان نہ بھی لائیں بخلاف عہدہ الامام کے کہ ان کے لئے دونوں امر برابر تھے۔ اس کی نظیر امر بالمعروف والنہی عن المنکر ہے کہ امر کو ثواب حاصل ہوگا خواہ مامور اس پر عمل بھی نہ کرے۔ گویا یہ لوگ ہوں علیہ السلام کی قوم کی طرح تھے کہ انہوں نے حضرت ہود علیہ السلام کو کہا

قَالُوا سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَوَعَضْتَ أَمْ لَمْ تَكُنْ مِنَ الْوَاعِظِينَ (پارہ ۱۹، سورۃ شجرہ، آیت ۳۶)

**ترجمہ:** بوجے ہمیں برسرے چاہے قرعہ نیکت کرو یا ناصحوں میں نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ ان کے حلق فرماتا ہے

سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ أَدَعَوْتُمُوهُمْ أَمْ أَنْتُمْ صَامِتُونَ (پارہ ۹، سورۃ اعراف، آیت ۱۹۳)

**ترجمہ:** تم پر یکساں ہے چاہے تم نے بلایا یا چپ رہو۔

اور یوم قیامت انہیں کہا جائے گا

اصْنَوْهَا لَمْ تَصْبِرُوا اَوَلَا تَصْبِرُوا سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ اِنَّمَا تُجْرَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ

(پارہ ۲، سورۃ الطور، آیت ۱۶)

**ترجمہ:** اس میں چاہا ہے کہ صبر نہ کرو سب تم پر یکساں ہیں اسی کا بدلہ جو تم کرتے تھے۔

اور اللہ تعالیٰ ان کے اقیامت سے دس کے بقول کی خبر دیتا ہے۔

سَوَاءٌ عَلَيْنَا اَجْرُ عَا اَمْ صَبَرْنَا مَا لَا مِنْ مَّحْضٍ (پارہ ۱۳، سورۃ ابراہیم، آیت ۲۱)

**ترجمہ:** ہم پر ایک سا ہے چاہے بے قراری کریں یا صبر سے رہیں ہمیں ٹھیک پتا نہیں۔

## فائدہ

چونکہ حضور ﷺ کو انذار اور تبلیغ پر ثواب ہی ملتا تھا اسی لئے آپ ﷺ انذار و تبلیغ میں بہت زیادہ جدوجہد فرماتے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

لَقَدْ كُنْتَ تَجِيعٌ نَفْسَكَ عَلَى اَثَارِهِمْ اِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ اَسْمًا (پارہ ۵، سورۃ لہف، آیت ۶)

**ترجمہ:** تو کہیں تم اپنی جان پر تھیل جاؤ گے ان کے پیچھے اگر وہ اس بات پر یقین نہ لائیں تم سے۔

حال تکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو صرف احکام کو بچانے کا فرمایا چنانچہ قرآن مجید میں ہے

وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ (پارہ ۱۹، سورۃ نورا، آیت ۵۴)

**ترجمہ:** اور رسول کے ذمہ نہیں مگر صاف بکھانا دینا۔

تبلیغ سے مقصد صرف اجر ہے چنانچہ فرمایا

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجَبْتُمْ إِلَّا عَلَى رِبِّ الْعَالَمِينَ (پارہ ۱۹، سورۃ الشرح، آیت ۱۰۹، ۱۱۰)

**ترجمہ:** اور میں اس پر تم سے کچھ جزا نہیں مانگتا میرا جزو تو ہی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔

خاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور آج سے نہیں ازل الازل سے کہ اتنے ہندے ہدایت پائیں گے اور اتنے چارہ ضلالت میں ڈوبیں گے مگر کبھی اپنے رسولوں کو ہدایت سے منع نہیں فرماتا کہ جو ہدایت پانے والے ہیں ان کے لئے سبب ہدایت ہوں اور جو نہ پائیں گے ان پر حجت الہیہ قائم ہو۔

مروی ہے جب سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مولیٰ عزوجل نے رسول کر کے فرعون کی طرف بھیجا۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام چلے تو ندا ہوئی مگر اے موسیٰ! فرعون ایمان نہ لائے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے دل میں کہا پھر میرے جانے سے کیا فائدہ ہے؟ اس پر بارہ غلام بلائے کہ مقام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے کہا اے موسیٰ! آپ کو جہاں کا حکم ہے جائے یہ وہ راز ہے کہ ہاوصف کوشش آج تک ہم پر بھی نہ نکلا۔

ابن جریر عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لما بعث اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام الی فرعون نوذی لن یعمل فہم قال فتاواہ الثمان عشرہ ملکاً من علماء الممنکۃ امض لما امرت بہ فاتا جہد  
نا ان نعلم بذالک نعلمہ۔

اور آخر ظہر بعثت سب نے دیکھ لیا کہ دشمنان خدا ہلاک ہوئے۔ دوستان خدا نے ان کی غلامی ان کے عذاب سے نجات پائی۔ ایک جلسے میں ستر ہزار ساجدہ میں گر گئے اور ایک زبان بولے

قَالُوا اَمَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ رَبِّ مُوسٰی وَهَارُونَ ۝ (پارہ ۱۹، سورۃ شرح، آیت ۴۷-۴۸)

**ترجمہ:** چاند گروے ہم ایمان لانے تک پر جو سارے جہان کا رب ہے۔ جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے۔

**رسول اللہ ﷺ کا علم غیب**

چونکہ حضور نبی پاک ﷺ منظر حق تعالیٰ ہیں اسی لئے بعض کام ایسے کرتے ہیں جو دوسروں کے نزدیک خلاف

اولیٰ ہوتے لیکن آپ ﷺ نے جو کام کیا لوگوں کے اولیٰ سے ہزاروں درجہ بھی اولیٰ ہوتا ہے اس کی ہزاروں مثالیں قرآن و احادیث مبارکہ میں موجود ہیں۔ فقیر یہاں موسیٰ علیہ السلام جیسی ایک مثال قرآنی پیش کرتا ہے۔ (دوہالوق)

## رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی کا واقعہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی اسوں نے اپنے مرض الموت میں رسول اللہ ﷺ کو استغفار اور نماز جنازہ کی درخواست کی اور وہ جب وہ مر جائے تو اُس کی قبر پر تشریف لاکر اپنی قیص مبارک عنایت فرمائیں تاکہ اسی قیص سے اسے کفایا جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آپ اس پید کو اپنی پاک اور مبارک قیص کیوں عنایت فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا

اَلَا قَبِيصُ لَا يَمُوتُ مِنْ اَللّٰهِ شَيْئًا وَاَرَجُوا مِنْ اَللّٰهِ تَعَالٰى اَنْ يَدْخُلَ فِيْهِ بَدَنُ الْفِى الْاِسْلَامِ۔

(روح ہیوس جلد ۱ صفحہ ۹۳۲ مطبوعہ قدیم تحت آیت وَلَا تَغْلِبْ عَلٰى اَتْحِدِ قَتْلُهُمْ مَّائَاتًا البیع (۱۰۰۰ سورۃ نور۔

امت ۸۳)

میری قیص تو اسے عذاب الہی سے نہیں بچائیں گی البتہ اس سے ہزاروں کو دولت اسلام نصیب ہوگی۔

## فائدہ

اس سے وہابیہ کے دو اعتراض دفع ہو گئے۔ پہلا یہ کہ حضور ﷺ کو (معاذ اللہ) علم ہوتا کہ وہ بے ایمان ہے تو اسے قیص کیوں دیتے۔ دوسرا یہ کہ حضور ﷺ کا قیص جبرک تھا تو منافق کو کیوں فائدہ نہ دیا۔ حضور ﷺ نے دونوں کے جواب دے دیے یہی نہیں بلکہ آنے والے حالات بتائے کہ قیص دینا جتنی برکت ہے۔ اول تو قیص سے نفع کی قوت سلب کر لی گئی ہے دوسرے اس سے ہزاروں بدقسمتوں کو دولت اسلام نصیب ہوگی۔

وہ منافقین جو ابی اسوں کے ساتھ ہر وقت رہتے تھے اور اسے جانتے تھے کہ یہ نبی علیہ السلام کا اندرونی طور پر سخت دشمن ہے پھر بھی حضور ﷺ سے موت کے وقت جبرک کے طور پر قیص اور دعائے مغفرت کی درخواست کر رہا ہے اور امید رکھ رہا ہے کہ حضور ﷺ کی قیص اور ان کی دعا عذاب الہی سے بچائیں گے اور رحمت الہی کا سبب بنیں گے اس نے خزعرج کے ہزاروں لوگ مسلمان ہو گئے۔

## وہابیہ دیوبندیہ کے ایک سوال کا جواب

وہابی دیوبندی چیخ چیخ کر عوام کو کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے بیوسات و متعلقات و جبرکات سے کوئی فائدہ ہوتا تو

عبداللہ بن ابی کو حضور ﷺ کی قمیص نے کیوں فائدہ نہ بخشا۔ اس کا جواب سینکڑوں سال پہلے صاحب روح البیان نے لکھا کہ

واما قال عليه السلام ان قميصي لا يفيي لعلم الاساس الذي هو الايمان ومثله اصاب لثر عند صلاح المحل۔

(پارہ ۱۰، روح البیان ج ۱ صفحہ ۹۳۲ تحت آیت وَلَا تُغْلِبْ عَلٰی تَعَدِّيهِمْ ثَابِتًا) (پارہ ۱۰، سورة التوبة آیت ۱۸۴) آپ نے اپنی قمیص کا سے فائدہ نہ دینے کا اس لئے فرمایا کہ اس کے اندر نجات ہی اس میں یعنی دوست ایمان ہی نہیں تھی اور یہی بابت چیز اس کا ثبوت اس وقت ہوتا ہے جو محل بھی ٹپ نہ ہو۔ اس کی مزید تفصیل فقیر کی تفسیر ”یومس جس ترجمہ درون میں پارہ ۱۰ میں پڑھے۔

### توضیح المقصد

اس واقعہ میں واضح ہے کہ باوجود یہ کہ حضور نبی پاک ﷺ کو یقین تھا کہ عبداللہ بن ابی سلول منافق کی نماز جنازہ سے اس کی بخشش نہ ہوگی لیکن آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھادی اور اسے حیران مبارک بھی پہنایا بلکہ لعابِ دہن بھی اس کے منہ میں ڈالا۔ بلاشبہ یہ جملہ امور لوگوں کی نظر میں نامناسب تھے لیکن حضور ﷺ کی نگاہ اس کے بہتر نتیجہ پر تھی جیسا کہ بشارت کفار کا اسلام قبول کرنا۔ یہ وہی بات ہوئی جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمائی کہ تمہارا کام ہے فرعون کو میرا پیغام پہنچانا۔

### سوال

قرآن مجید میں ہے

وَكُنْ نَسِيًّا وَفَعَلْنَا بِهِ الزُّبُرَ ۝ وَكُلَّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَظَرٍّ ۝ (پارہ ۲، سورة القمر، آیت ۵۲، ۵۳)

ترجمہ، اور انہوں نے جو کچھ کیا سب کتابوں میں ہے۔ اور ہر چھوٹی بڑی چیز کو بھی ہوتی ہے۔

### جواب

اس آیت میں یہ نہیں فرمایا کہ جو کچھ نوشتوں میں موجود تھا انہوں نے وہی کیا بلکہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے وہ پہلے سے موجود تھا اور ہر چھوٹا اور بڑا کام لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے یعنی علم معلوم کے تابع ہے معلوم علم کے تابع نہیں ہے۔ حضرت امام قرطبی لکھتے ہیں

یعنی ان سے پہلی امتوں نے جو کچھ اچھے اور بُرے کام کئے تھے وہ سب لکھے ہوئے تھے زُبر سے مراد لوح محفوظ



ہے یعنی انسانوں نے جو کچھ اپنے قصد اور اختیار سے کیا ہے وہ سب پہلے سے لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔ ایک قوس یہ ہے کہ کراما کا تین نے ان کے کاموں کو اعمال نامے میں لکھ کر محفوظ کیا ہوا ہے اور انسان کا ہر گناہ چھوٹا ہو یا بڑا وہ اس کے کرنے سے پہلے لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کا علم سابق اور علم ازلی ہے اور اسی کو تقدیر کہتے ہیں۔

## سوال

جب انسان کا جنتی جہنمی ہونا پہلے سے نوشتہ ہے پھر سزا و جزا کیوں؟

## جواب

تقدیر سے بحث کرنے والوں کا سب سے بڑا سوال یہی ہے اس کے جوابات مختلف انداز میں فقیر نے عرض کئے ہیں اب سلی طور

### کلّموا الناس علی قدر عقولہم

کے پیش نظر آسان طریقہ عرض کرتا ہے لیکن یہ بھی نہ بھولنے کہ ہم بار بار عرض کر رہے ہیں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے پہلے لکھ دیا ہے ہم اس کے تابع نہیں اور یہی اس کے مطابق کام کر رہے ہیں بلکہ بات یہ ہے کہ جو کچھ ہمیں اپنے اپنے اختیار اور ارادہ سے کرتا تھا اس کا پہلے اللہ تعالیٰ کو علم تھا فلاں بندہ ایسے کرے گا یہ معلوم سے اس طرح متعلق ہوگا جیسے ہمارا علم ہمارے معلوم سے ہوتا ہے اسے چند مثالوں سے سمجھیں۔

## علم معلوم کے تابع

یہ قاعدہ صرف آپ کے لئے ہے اور یہ چند مثالیں محض التفہام و تفہیم کے طور پر ہے (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کے علم کو اس سے مشابہ بنانا نہیں۔

## مثال

ہم ایک ماہ پہلے ہوائی جہاز میں اپنی سیٹ کراچی (باب المدینہ) سے جدہ کے لئے بک کر رہے ہیں ہمیں ایک ماہ پہلے علم ہوتا ہے کہ فلاں دن اتنے بجے ہوائی جہاز کراچی (باب المدینہ) سے اڑے گا اور اسی دن اتنے بجے جدہ پہنچے گا اور ہم نے اپنے اس پروگرام کو اپنے ڈائری میں لکھ کر محفوظ کر لیا۔ اب واقعہ یہ نہیں ہے کہ چونکہ ہم کو پہلے علم تھا اور ہم نے اپنی ڈائری میں لکھ لیا تھا کہ فلاں دن جہاز اتنے بجے کراچی باب المدینہ سے پرواز کر کے اتنے بجے جدہ پہنچے گا اسی لئے ہمارے علم اور ہماری ڈائری کے تابع ہو کر جہاز پرواز کر رہا ہے اور اس مقررہ وقت میں کراچی باب المدینہ سے جدہ پہنچے

رہا ہے بلکہ جہاز تو اپنے پروگرام کے مطابق پرواز کر رہا ہے ہمیں اس کے پروگرام کا پہلے علم ہو گیا اس معنی پر ہمارا علم جہاز کے پروگرام کے تابع ہے جہاز کا پروگرام ہمارے علم کے تابع نہیں ہے۔

## نتیجہ

جہاز کے پروگرام پہ جانا نہ جانا ہمارے ارادہ و اختیار میں ہے اگر ہم اپنے ارادہ و اختیار سے جہاز کے وقت پہنچیں گے تو اس سے ہمارا فائدہ نہ جائیں گے تو ہمارا نقصان ہے۔ جراثیم و قثیل سمجھئے کہ جیسے ہم جہاز کے پروگرام کے تابع ہیں یونہی اللہ تعالیٰ نے مخلوق کا پروگرام پہلے (اس) میں بنادیا اس کے پروگرام کے خیر و شر کو جانتے ہیں تو یہ جو شخص اس کے پروگرام کے مطابق اپنے ارادہ و اختیار سے عمل کریں گے تو اس کی جزا پائیں گے اگر خلاف کریں گے تو اس کی سزا ملے گی۔

## انتباہ

یہ مثال صرف سمجھانے کے لئے ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس ہے اس کے معلوم کے ہم تابع ہیں لیکن جبر و اکراہ سے نہیں اپنے ارادہ و اختیار سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب  
حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

در کوئی یک نانی سہوا گذرند ازند

مگر تو فی پسندی تعمیر کن قضا را

مجھے نیک نانی کے کوچہ میں گزرنے میں نہیں دیتے اگر تجھے ناپسند ہے تو تو اپنی تقدیر کو بدل دے۔

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ روزانہ لاتعداد مخلوق کو پیدا فرما رہا ہے اگر اس کو ان میں سے ہر ایک کے متعلق یہ علم نہ ہو کہ کس چیز میں کیا صلاحیت اور استعداد ہے وہ دنیا میں کیا کرے گی اور کتنی مدت تک باقی رہے گی اور اس نظام کائنات میں اس کا کیا نظم و نسق ہے تو اللہ تعالیٰ (معاذ اللہ) اس لاعلمی کے ساتھ اس عظیم کائنات کا یہ ہمہ گیر نظام کیا ایک دن بھی جاری رکھ سکتا ہے؟ جب ایک کارکن اپنے ہنر کی کارکردگی سے بے خبر نہیں ہوتا تو یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ اس پوری کائنات خالق اپنی مخلوق کے حال اور مستقبل سے لاعلم ہو اور اس کو کسی شخص کے نیک اور بد افعال کا اُسی وقت علم ہو جب وہ ان افعال کو انجام دے چکے اللہ تعالیٰ عظیم و خیر ہے اس کو ازل میں اس بات کا علم تھا کہ جس وقت جو انسان پیدا ہو گا وہ اپنے اختیار اور ارادہ سے کیا کام کرے گا۔ انسان کو جزا اور سزا اس کے ارادے اور اختیار کی وجہ سے ملتی ہے انسان اگر نیکی کو اختیار کرے

تو اللہ تعالیٰ نیکی کو پیدا کر دیتا ہے اور بدی کو اختیار کرے تو بدی کو اور ازل میں جو اللہ تعالیٰ کو انسان کے ارادہ اور اختیار کا علم تھا اس علم سے انسان کے اختیار اور آزادی عمل کی نفی ہوتی ہے نہ ان پر جزا اور سزا کے استحقاق کی نفی ہوتی ہے۔

### خاتمہ

روح البیان میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری تقدیر پر بندہ سر تسلیم خم کر دے اگر جزع فزع کرے گا تو میری تقدیر نہ بدلے گی لیکن بندے کا اپنا نقصان ہوگا اسی لئے انسان کو رب تعالیٰ کی ہر تقدیر پر خوش ہونا لازم ہے۔  
ہاں تدبیر اور دعا وغیرہ کو بھی عمل میں لائے کہ اس میں اجر و ثواب بھی ہے اور ممکن ہے کہ تقدیر ٹل بھی جائے ورنہ فارسی کے مقولہ کے مطابق

تدبیر کند بندہ تدبیر زندہ خندہ

بندہ تدبیر کرتا ہے تو تقدیر ہنستی ہے کہ بندہ کیا کر رہا ہے

لیکن اللہ تعالیٰ کا ارادہ کچھ اور ہے۔ اسی لئے اس شعر کے مطابق ہونا چاہیے

ارید و مالک ترید ہجری و ارید ہجرت ماترید

اس کا خلاصہ فقیر اویسی غفرلہ نے عرض کیا ہے

تو کچھ چاہندیں جس کچھ چاہند

میں او چاہندا جو تو چاہندیں

یعنی تو کچھ چاہتا ہے میں کچھ چاہتا ہوں میں وہی چاہتا ہوں جو تو چاہتا ہے۔

فقیر ذیل میں بہار شریعت سے عقائد و مسائل عرض کرتا ہے تاکہ ہر بندہ خدا کو اسی طور زندگی بسر کرنے کا موقع

نصیب ہو۔

### تقدیر کے متعلق عقائد و مسائل

#### عقیدہ

ہر برائی و بھلائی اس نے اپنے علم ازل کے موافق مقدر فرمادی ہے جیسا ہونے والا تھا اپنے علم سے جانا اور وہی لکھ دیا جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا اس نے لکھ دیا۔ زید کے ذمہ برائی لکھی اس لئے کہ زید برائی کرنے والا تھا اگر زید بھلائی کرنے والا ہوتا وہ اُس کے لئے بھلائی لکھتا تو اُس کے علم یا اُس کے لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا۔ تقدیر کے انکار

کرنے والوں کو نبی ﷺ نے اس اُمت کا محسوس بتایا۔

### عقیدہ

تقدیر تین قسم ہے (۱) بہرہ حقیقی کہ علم الہی میں کسی شے پر معلق نہیں (۲) معلق محض کہ صاحب ملائکہ میں کسی شے پر اس کا معلق ہونا ظاہر فرما دیا گیا ہے (۳) معلق شبیہ بہ بہرہ کہ صاحب ملائکہ میں اُس کی تعلیق مذکور نہیں اور علم الہی میں تعلیق ہے۔

### عقیدہ

بہرہ حقیقی کی تبدیلی ناممکن ہے اکابر محبوبانِ خدا اگر اتفاقاً اس بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں تو انہیں اس خیال سے واپس فرما دیا جاتا ہے مثلاً ملائکہ قوم لوط پر عذاب لے کر آئے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کافروں کے بارے میں اتنے سماعی ہوئے کہ اپنے رب سے جھگڑنے لگے۔ رب فرماتا ہے

يُتَعَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ (پارہ ۱۲، سورۃ صود، آیت ۷۶)

ترجمہ: ہم سے قوم لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا۔

### انتباہ

قرآن مجید میں اُن بے دینوں کا رد فرمایا جو محبوبانِ خدا کو ہار گاہِ عزت میں کوئی عزت و وجاہت نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ اس کے حضور کوئی دم نہیں مار سکتا حالانکہ اُن کا رب عزوجل اُن کی وجاہت اپنی ہار گاہ میں ظاہر فرمانے کو خود ان لفظوں سے ذکر فرماتا ہے کہ ہم سے جھگڑے لگا قوم لوط کے بارے میں۔

### حدیث

(نیز) شبِ معراج حضور ﷺ نے ایک آواز سنی کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ بہت تیزی اور بلند آواز سے گفتگو کر رہا ہے۔ حضور ﷺ نے جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت فرمایا کہ یہ کون ہیں؟ عرض کی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ فرمایا کیا اپنے رب پر تیز ہو کر گفتگو کرتے ہیں۔ عرض کی اُن کا رب جانتا ہے کہ اُن کے مزاج میں تیزی ہے۔ جب آیت کریمہ

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (پارہ ۳۰، سورۃ النحل، آیت ۵)

ترجمہ: اور ہے شکِ قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں عطا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔



نازل ہوئی کہ حضور ﷺ نے فرمایا

اِذَا لَارَضِيَ وَوَاحِدٌ مِنْ اَعْتَى فِي النَّارِ

ایسا ہے تو میں راضی نہ ہوں گا اگر میرا ایک آدمی بھی آگ میں ہو

یہ تو شافعی بہت رفیع ہیں جن پر رفعت عزت و جاہت ختم ہے۔ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم، مسلمان ماں باپ کا کچا بچہ جو محل سے گر جاتا ہے اُس کے لئے حدیث میں فرمایا کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ سے اپنے ماں باپ کی بخشش کے لئے ایسا جھگڑے گا جیسا قرض خواہ کسی قرض دار سے یہاں تک کہ فرمایا جائے گا

اِيهَا السَّقَطُ الْمَرَاغِمُ رِبَه

اے کچے بچے اپنے رب سے جھگڑنے والے اپنے ماں باپ کا ہاتھ پکڑ لے اور جنت میں چلا جا۔

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا مگر ایمان والوں کے لئے بہت نافع اور مطمئن الانس کی خیانت کا دافع تھا کہ خلاصہ یہ کہ قوم لوط پر عذاب قضائے مبرم حقیقی تھا طویل اللہ علیہا صلوة والسلام اُس میں جھگڑے تو انہیں ارشاد ہوا

يَا بُرَاهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هَذَا اِنَّكَ قَدْ جِئْتَ اُمَّرَ رَبِّكَ وَانْتَهُمُ الْبَيْتُ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ

(پارہ ۱۲، سورۃ صود، آیت ۷۶)

**ترجمہ:** اے ابراہیم اس خیال میں نہ پڑ چنگ تیرے رب کا حکم آچکا اور چنگ ان پر عذاب آنے والا ہے کہ پھر انہیں چائے گا۔

## نقدیر ثالثا

ظاہر قضائے مطلق تک اکثر اولیاء کی رسائی ہوتی ہے اُن کی دعا سے اُن کی ہمت سے ٹل جاتی ہے۔ (۱) اور وہ جو متوسط حالت میں ہے جسے صحب ملائکہ کے اعتبار سے مبرم بھی کہہ سکتے ہیں اُس تک خواص اکابر کی رسائی ہوتی ہے حضور سیدنا خوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی کو فرماتے ہیں میں قضائے مبرم کو رد کرتا ہوں اور اسی کی نسبت حدیث میں ارشاد ہوا

اِنْ الدَّعَاءَ يَرُدُّ الْقَضَاءَ بَعْدَ مَا اَبْرَمَ

بے شک دعا قضائے مبرم کو ٹال دیتی ہے

## مسئلہ

قدر کے مسائل عام عقلوں میں نہیں آسکتے ان میں زیادہ غور و فکر کرنا سبب ہلاکت ہے۔ صدیق وقار دوق رضی اللہ



تعالیٰ عہما اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمائے گئے یاوشما کس گفتی میں۔ اتنا سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو شل پتھر اور دیگر جمادات کے بے حس و حرکت نہیں پیدا کیا بلکہ اُس کو ایک نوع اختیار دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے چاہے نہ کرے اور اس کے ساتھ ہی عقل بھی دی ہے کہ بھلے نہ بھلے نفع نقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان اور اسباب مہیا بھی کر دیے ہیں کہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے اس قسم کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں اور اسی بناء پر اس پر مواخذہ ہوتا ہے اپنے آپ کو مجبور یا بالکل مختار سمجھنا دونوں گمراہی ہے۔

### مسئلہ

برا کام کر کے تقدیر کی طرف منسوب کرنا اور مشیت الہی کے حوالہ بہت بُری بات ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ جو اچھا کام کرے اسے منجانب اللہ کہے اور جو بُرائی سرزد ہو اس کو شامت نفس تصور کرے۔ (بہار شریعت)

### آخری گزارش

فقیر نے حسب استطاعت تقدیر کے متعلق تحقیق و تفصیل عرض کر دی ہے۔ خدا کرے اہل اسلام کو اس سے فائدہ حاصل ہو اور فقیر و ناشر کے لئے موجب بخشش ہو۔ (آمین)

بجاء حبیبہ الکریم الامین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین

کتبہ السلام

التقاری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی عفرلہ

شعبان ۱۴۲۳ھ

شب سوموار مبارک بعد صلوٰۃ المغرب